

آپ کے بھابھا اور ہدایتہر مصنف ابن صفی کی  
مقبول عدم تحریر۔ وہ دعویٰ یہ ہے کہو مذہب سنتی  
بن صفی کی جاسوسی دنباء کا ایک مکمل ناوفد

یکوں بکان...! فریدی نے اُسے بچے سے اپنے تک  
گھوڑتے ہوئے پوچھا وہ ایک بچی سی آرامگی پیغم طازگی  
کتاب کے مطالعے میں عزق تھا بائیں حرف ایک پانچ سی جس پر زندہ  
کو کافیں لیپ پوچھنے تھے جمید جنگل بیٹ پڑا۔

میں نے آپ کو سینکڑوں بار سمجھا دیا کہ تو کامت یہ کیجیے۔

خامت آئی ہے یہ فریدی نے کتاب بندکے کیز پوچکی۔  
بھی بھیں جا رہی ہے، جمید نے پوچھا اور آئے  
بڑھ گا فریدی اُسے چند سے گھوڑتار بامچھر کتاب اٹھا کر دوبارہ  
اس پر تفریب جادیں۔

پسے جمید نے سوچا تھا کہ بالہ نہ کل کر کیڈاں نکالے گا میں  
اب وہ پیڈل ہی جا رہا تھا جس بھلاہٹ کچھ اور بڑھ کئی تھی اور اسی  
جمجلہ بہٹ کے تحت وہ سوچ رہا تھا کہ اب فریدی ناقابل برداشت  
حد تک خشک ہو گیا ہے اور کم از کم اب وہ تو اس کے ساتھ کہیں جو وہ  
ہی نہیں سکتا۔ اوبا با آپ کو اپنا تھریلاں پن مبارک آخر پوچھوں  
کی جان کو کیاں آجاتے ہیں۔ گئے رہے لابریری میں کتنے منج کتابے  
یہیں دوسروں کیزندہ رہتے دیکھے۔

بڑھل ڈی فرائیں کی رقص کا ہجیش کی طرح آج بھی پیڈھنی فنرا  
بھی تھی ترقی شروع ہونے میں ابھی دیر تھی۔ جمید نے چاروں طرف  
نظریں دوڑا میں کھایا کوئی خناہیں جائے۔ میکن مالیو سی ہی جوئی۔

چوبی فرش کے دونوں طرف کی گلبریوں میں ابھی ہم کچھ  
بچھلی میزیں خالی تھیں۔ جمید ایک ابھی سی جگہ تلاش کر کے جو گی  
صائم گھر میلے تھی کہ قریب ہی کی میز پر ایک کافی جیسی لٹکی ایک  
نہ تھیں بے ذہنی اور بد صورت ادمی کے ساتھ بیٹھی تھیں خالہ افسوسی یا پڑھ  
بھی بھی تھی۔

جمید کی آمد پر وہ لڑکی اس پر ایک اپنی سی نظر قبائل کے عباو  
اپنے گلاس کی طرف متوجہ ہو گئی تھی۔ جمید نے سوچا کہ اپنے بھوپ  
سے متوجہ کرنا چاہیے۔ کیون کہ اس کی حالت میں اس کی کمی بھی  
تو ہیں تھیں کوئی ایک بار اس کی طرف دیکھ کر دوبارہ نہ بھیجے۔  
میز پر میونہیں تھا۔ جمید نے ایک دیگر کو اخٹ سے بدلایا۔  
آج یا کیا ہے؟ مٹن چاپ، بین چاپ، مٹن کٹس...

اسیک...! میکر فنی... پنگ...  
میں تم سے جو کم کا حال نہیں پوچھ رہا ہوں۔ جمید بھر کر تعدد  
آغاز میں بولا۔ لڑکی چونکہ کراس کی طرف دیکھنے کی وجہ دیگر کچھ جھوٹا۔  
وہ صاحب۔

میں کچھ تھا ہوں تھے ہوئے چونے ہوں گے۔ جمید نے

ستہ میں کی اوس شام تھی۔ سرجن جمید کی  
گھر تھیں پانچ انہائی منزلیں تھے ترہی تھیں۔ بسج سے دہنہ انہی سے  
گھر تھی پر پڑا رہا تھا ذکر کفری تھی اور قبول چیزیں فریدی پر آج کل  
مطالعہ کا سمجھت، سوار تھا لہذا وہ بہ وقت لابریری میں پڑا رہتا تھا۔  
حکم خاک اس سے کوئی غیر ضروری بلت نہ کی جائے۔

سترکیو واسے کیس سے دھست پا کا س نے تین ہاگ  
چھٹی لے لی تھی جو اس شرط پر ملی تھی کہ ضرورت پڑنے پر اسے  
طلب بھی کیا جاسکتا ہے جب اس نے جھٹی کی درخواست دی  
تھی تو جمید نے کافی دیر تک بغلیں بجا کی تھیں کیوں کہ اسے تو ق  
تھی کہ یہ جھٹیاں زیادہ تر تفریجات ہی میں گزدیں گی میکن جب  
فریدی نے لابریری کی راہ لی تو اس کی امیدوں پر اوس پرکشی۔  
ممکن ہے کہ وہ شام دوسروں کے یہیں رہی ہو۔ میکن جمید کو  
تو ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ اپنے جلو میں کفن اور کافر کی  
مخدود کیے ہوئے آئی ہو اس کی سمجھیں نہیں آمرہاتھا کی  
ٹیکن کس طرح بنائے فلموں سے تو اس کی طبعتیت ہی پاچھاٹ  
ہو گئی تھی وہی تھے پتھر پتھر۔ وہی پرانی ریں... میں میں میں  
ایک رٹکی اور لڑکا جن کا ایک دوسرا پر عاشق ہو کر شادی  
کے لیے ادھار کھانا صورتی...! لڑکے یا لڑکی کے والدین کی  
نالاضمی بھتی ایک عدد دوں کی خدمتیاں یا مست خریاں لازمی۔  
ایک بے منگ سے اور خفیہ قسم کے کرمیہ ایک موجودگی للہبی۔  
اس پر سے غزوں اور گیتوں کے ردے دلادوت اور ہلاکت بے  
ہیر دوں کی غزلیں جنموما سیاہ بیاس اور گلگرسنی کے انسوؤں  
کے ساتھ ہوتی ہیں۔ قصاب کی چھری سے کم نہیں۔ دیکھو تو دیکھو  
ورہ ملکت کے داموں سیست جنم میں جاؤ۔

رو گئے ہاں وہو کے فلم تو ان کا کیا پیچھا نہ تھا جوں کے ہلاکو  
اور کچھ دکھائی ہی نہیں دیتا۔ پلٹ ناٹھیں اسٹریو ہی ناٹھیں...!  
اسکرین پر ناٹھیں مقصد بھی ناٹھیں ہی نو نیچے کے تور پر صرف  
یتھے تائیجے والوں کی چاندی اور شریعت قسم کے طالب علم اپنی مرد  
آپ کرنے کے لئے میں پیٹل کی طرح زرد۔

جمید نے جمجلہ کر بسج کے اخبار اُن شروع کر دیے اسے  
وقوع تھی کہ شہر میں کہیں کوئی تفریجی پر وگرام ضرور ہو گا...  
آخر کار ایک اخبار کے مقامی جھروں کے کام میں بڑھل ڈی فرائی  
کے لفڑی پر وگرام پر نظر نہ پر گئی۔ جمید نے اٹھیاں کا سالشیں یا  
اور پھر جب وہ تیار ہو کر نکلا تو براہمے میں فریدی  
سے مدد بھیڑ ہو گئی۔



ابن صفی



جنگل کے لئے

"مال صاحب اپنے روشنہ؟"

"ولڈ گوڈ؟" حمید نے حیر آئیں سخی کے لئے کیا خدا پر ہے؟

"گولڈ نہیں... چین روشنہ؟ ویٹر نہ زد رکھے۔"

"ولاونا ایک پلیٹ جلک کیوں مادر ہے ہو؟"

"لڑکی اپنے ساتھی کی طرف دیکھ کر ہنسنے لگی اور وہ آہستہ سے

بللا بہر اعلیٰ ہوتا ہے؟" دیکھ جلا کیا۔ حمید کا مقصد حل ہو گیا تھا اس نے یہ حرکت محض

اس لئے کی تھی کہ لڑکی دھان فرقاً اس کی طرف دیکھ رہے۔

آہستہ آہستہ خالی میزیں بھی جرن شروع ہو گئیں تھیں..."

حمدہ نی ہی بعد دیر واپس آگیا۔

"پروگرام کس وقت شروع ہوگا؟ اس نے دیکھ سے پوچھا

"آٹھ بجے ہے؟" حمید پھر بگایا۔ آٹھ نہیں آٹھ بہار ہیں تو مجھ

سے کیا؟ میں وقت پوچھتا ہیں اور آپ پچھوں کی تعداد بتاتے ہیں۔

لڑکی پھر پہنچنے لگی اور دیکھنے پڑا سامنہ بنیا۔

ماٹھنے کے صاحب، ایٹ کلاں شارپ، دیکھوں کیا اور آپ پچھوں کی تعداد بتاتے ہیں۔

"قویاں بولو؟" حمید نے کہا اور پلیٹ کی طرف متوجہ ہو گیا۔ دیکھ

گدن جنگل کے لیے ہوا۔

بیہرہ بہن بھی عذاب ہی ہے؟ لڑکی اپنے ساتھی سے کہہ دی

جندی بڑی موچھوں والا بڑی طرح بے چین نظر آنے لگا۔

حید بیٹھا دیکھتا رہا۔ دھنڈا لڑکی کا ساتھی اس کی طرف مڑا اور

لڑکی اپنے گلاں کی طرف متوجہ ہو گئی اور وہ بڑی موچھوں والا بھی

چونک کہ اپنے سامنے رکھی ہوئی پلیٹوں پر جگ کیا۔

لڑکی ساتھی کے کوئی دوسرا ذکر نہیں۔ دیکھوں کے ساتھ بے چین نظر آنے لگا۔

تم میں حید رہا تھا کہ اس سے کس طرح جان بیجان پیدا کرے۔

من غلام... دیکھو! اُدھر یہ لڑکی اپنے ساتھی سے مھرہ بانداز

لگی بیل۔

عید بھاٹا یاد اس بار جی اخبارہ اسی کی طرف گوبہت لہذا

غمز جملہ ہے جس کے بعد دھنڈوں میں اشارے لئے ہوئے۔ ان کی طرف دیکھنے کا بھی اس کا

غیال گوستہ تھا لڑکی کی نظریں کچھ نہیں۔ پہلے جملہ فرش

کی طرف اشارہ کیا۔ بڑی موچھوں والا مظہر بانداز میں اپنی کرسی سے اٹھ رہا تھا کہ جانب اُمی میں بھیں۔ وہ بھی اپنی میز پر نہیں

تھا۔ قاہری عالت سے معززاً اور دولت مند مسلم ہوتا تھا اگرچہ

بھی بڑی موچھیں نہ ہوتیں تو کم عمر کا حلم ہوتا تھا۔ تھیں بڑی

دیکھ لڑکی کا ساتھی ابھی تک لبکھنے لیا تھا۔ یہ سب کچھ تو ہوا میں حید

محسن کرنا تھا کہ وہ بڑے گھانتے ہیں۔ بڑے کہن کہ اپنے مال میں کافی ہے جو گھنٹے ہیں اور جو گھنٹے ہیں کافی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے ایک طبقت کا انتخاب کرنے والے اجرتیں پہنچیں سے علم نہیں تھیں۔

اس کی بیعت کافی ہے۔ اس یہ وہ اپنی ہم دفعے کے لئے کوئی موقع مثال سے کافی ہے۔ اور بعد وہ اس لڑکی اور بڑی موچھے والے کے قریب پہنچ گی۔

لڑکی اس سے بکسری تھی۔

"آپ کے بازوں کا دل طرح سخت ہے؟" دعا وہ بہن تو وہ موچھے والا بے ذمہ ہے۔

"آپ کی آنکھیں بہت حسن ہیں؟" آپ بھنگے بارہی ہیں۔

"آپ کے ساتھی کیا ہے؟" میں بھنگے بارہی ہیں۔

"آپ کے ساتھی کیا ہے؟" میں بھنگے بارہی ہیں۔

"آپ کے ساتھی کیا ہے؟" میں بھنگے بارہی ہیں۔

جوڑے کو دیکھو لیتا تھا

"میرے خیال سے یہ موچھی جانے کے معانی ہے؟"

"لڑکی اپنے ساتھی سے کہا

"ہے تو اس کا ساتھی بدلے دل سے بولا۔ میں اب بھے اس

مکھی مار کام سے دل چھپیں ہے گئی"

"ہوش میں ہو یا نہیں" لڑکی اسے گھوڑے میں۔

اس کا ساتھی کچھ نہ بولا۔ میں اس کے چہرے پر بیزاری کے

اثار تھے۔

لختگو بڑی بھیب تھی۔ حید کو چونکا بڑا ہے ایک دبستر بر جھکائی

چھزوں کو آہستہ آہستہ اوہڑنے میں معروف رہا۔ البتا اس کے

کان اُنھیں دنوں کی طرف ملے ہوئے تھے۔

"قم جانتے ہو کر مجھے غصہ بھی آسکت ہے" لڑکی بھر جوں۔

"میں نے انکار تو نہیں کیا" اس کے ساتھی نے کھن کھن آواز

میں کہا۔ چھزوہ دوسرا طرف مٹھے پھیر کر بیٹھ گیا اور وہ لڑکی اس بڑی

موچھوں والے کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ حید کی

دل پھیپھڑا رہی تھی۔ اس نے کھن کھن موچھوں والے کو مسکراتے وکھا۔

لڑکی بھی بڑے میٹھے انداز میں مسکرا رہی تھی۔ لیکن ساتھی کی ساتھی پہنچنے

ساتھی کو بھی اس طرح دیکھی جا رہی تھی جیسے وہ یہ سب کچھ اس کی

نادانشی میں کر رہی جو اس کے ساتھی نے اس کی طرف سے مٹھے پھر

رکھا تھا۔

جندی بڑی موچھوں والا بڑی طرح بے چین نظر آنے لگا۔

حید بیٹھا دیکھتا رہا۔ دھنڈا لڑکی کا ساتھی اس کی طرف مڑا اور

لڑکی اپنے گلاں کی طرف متوجہ ہو گئی اور وہ بڑی موچھوں والا بھی

چونک کہ اپنے سامنے رکھی ہوئی پلیٹوں پر جگ کیا۔

لڑکی ساتھی کے کوئی دوسرا ذکر نہیں۔ دیکھوں کے ساتھ بے چین نظر آنے لگا۔

تم میں حید رہا تھا کہ اس سے کس طرح جان بیجان پیدا کرے۔

من غلام... دیکھو! اُدھر یہ لڑکی اپنے ساتھی سے مھرہ بانداز

لگی بیل۔

عید بھاٹا یاد اس بار جی اخبارہ اسی کی طرف گوبہت لہذا

غمز جملہ ہے جس کے بعد دھنڈوں میں اشارے لئے ہوئے۔ ان کی طرف دیکھنے کا بھی اس کا

غیال گوستہ تھا لڑکی کی نظریں کچھ نہیں۔ پہلے جملہ فرش

کی طرف اشارہ کیا۔ بڑی موچھوں والا مظہر بانداز میں اپنی کرسی سے اٹھ رہا تھا کہ جانب اُمی میں بھیں۔ وہ بھی اپنی میز پر نہیں

تھا۔ قاہری عالت سے معززاً اور دولت مند مسلم ہوتا تھا اگرچہ

بھی بڑی موچھیں نہ ہوتیں تو کم عمر کا حلم ہوتا تھا۔ تھیں بڑی

دیکھ لڑکی کا ساتھی ابھی تک لبکھنے لیا تھا۔ یہ سب کچھ تو ہوا میں حید

آپ سے مدد ہوئی ہے؟" میں بھنگے بارہی ہیں۔

"ماں راؤنڈ کے بعد ہم کھر جیں گے" لڑکی نہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے کچھ دوسرے کی ایک آواز دی۔

"آپ کو اس سے نجات دلاتا ہیں؟" میں بھنگے بارہی ہیں۔

"ماں کی مدد نہیں ہے" لڑکی نہیں۔

آپ کو اس سے نجات دلاتا ہیں؟" میں بھنگے بارہی ہیں۔

میں بھنگے بارہی ہیں۔

آپ کو اس سے نجات دلاتا ہیں؟" میں بھنگے بارہی ہیں۔

آپ کو اس سے نجات دلاتا ہیں؟" میں بھنگے بارہی ہیں۔

آپ کو اس سے نجات دلاتا ہیں؟" میں بھنگے بارہی ہیں۔

آپ کو اس سے نجات دلاتا ہیں؟" میں بھنگے بارہی ہیں۔

آپ کو اس سے نجات دلاتا ہیں؟" میں بھنگے بارہی ہیں۔

آپ کو اس سے نجات دلاتا ہیں؟" میں بھنگے بارہی ہیں۔

آپ کو اس سے نجات دلاتا ہیں؟" میں بھنگے بارہی ہیں۔

آپ کو اس سے نجات دلاتا ہیں؟" میں بھنگے بارہی ہیں۔

آپ کو اس سے نجات دلاتا ہیں؟" میں بھنگے بارہی ہیں۔

آپ کو اس سے نجات دلاتا ہیں؟" میں بھنگے بارہی ہیں۔

آپ کو اس سے نجات دلاتا ہیں؟" میں بھنگے بارہی ہیں۔

آپ کو اس سے نجات دلاتا ہیں؟" میں بھنگے بارہی ہیں۔

آپ کو اس سے نجات دلاتا ہیں؟" میں بھنگے بارہی ہیں۔

آپ کو اس سے نجات دلاتا ہیں؟" میں بھنگے بارہی ہیں۔

آپ کو اس سے نجات دلاتا ہیں؟" میں بھنگے بارہی ہیں۔

آپ کو اس سے نجات دلاتا ہیں؟" میں بھنگے بارہی ہیں۔

آپ کو اس سے نجات دلاتا ہیں؟" میں بھنگے بارہی ہیں۔

آپ کو اس سے نجات دلاتا ہیں؟" میں بھنگے بارہی ہیں۔

آپ کو اس سے نجات دلاتا ہیں؟" میں بھنگے بارہی ہیں۔

آپ کو اس سے نجات دلاتا ہیں؟" میں بھنگے بارہی ہیں۔

آپ کو اس سے نجات دلاتا ہیں؟" میں بھنگے بارہی ہیں۔

آپ کو اس سے نجات دلاتا ہیں؟" میں بھنگے بارہی ہیں۔

آپ کو اس سے نجات دلاتا ہیں؟" میں بھنگے بارہی ہیں۔

آپ کو اس سے نجات دلاتا ہیں؟" میں بھنگے بارہی ہیں۔

آپ کو اس سے نجات دلاتا ہیں؟" میں بھنگے بارہی ہیں۔

آپ کو اس سے نجات دلاتا ہیں؟" میں بھنگے بارہی ہیں۔

آپ کو اس سے نجات دلاتا ہیں؟" میں بھنگے بارہی ہیں۔

آپ کو اس سے نجات دلاتا ہیں؟" میں بھنگے بارہی ہیں۔

ایک تیز قبھر کی روشنی پڑی اور موچھر والا آجھل کے ایک طرف ہیٹھ لیا۔  
وہ رانے میں لٹک کے بد صورت ساتھ کھڑا۔ سونے خونخوار نظر وہ  
گئے۔ سارے بھتائی اس کے لئے ہی ایک فلیٹس کی یورونگ بہت تھا۔  
اس نے کیا وہ آنکھ کے ایک طرف عالی عدیا اور پڑی سر پنجوالے  
پلکوں پر۔

پھر بیوی اٹکی اور اس کا ساتھی اُزیز یا یک کرسی پر  
باندھ دے جاتے تھے۔ شاید اب مونجرو والے میں جب وہ جہد کی سکت  
تھیں مگئی تھی۔

اسے کریں گے اپنی طرح جبلودین کے بعد ملک نے ایک  
میر کی دلائی سے اُستر انکالا۔ لڑکی کا ساتھی مر پہنچ دے کر سرانجام اُن  
میں بیکھرے ہوئے تھے۔ اور چہر دوسرے کے لئے میں رکی ہے جو  
وکٹ سرزد ہوئی اس نے حیدر آشیک کراچی میں سے بچے  
پر چیز کو دیا تھا۔ وہ اس کی مر پہنچ سرزد بھی تھی۔

اوہ راہماں کے نیک جملے سے ہٹتے شے تھے غرما کے حیلے کا نیک  
پکڑی... چیلے تھا شر اپنے دنائگ تراں کی کرنے سے نہیں کئی  
لیکن وہ خود ایک کیا رسی میں جا پہنچا۔ تھا دوبارہ واس پر چیلے اسی کی  
لٹھتے اس نے اس کے کرٹ کا دامن پکڑ لیا۔ چیلے نے دو تین لمحے تھے  
جھاڑ دیں دیکھ لئی بھی کہ نہیں تھا۔ ماس پلے اس نے اس کے پانچ  
تھے منہ طاری میں کا جواب بدھوں کے گیلے تھا نہ جوں کی راتی اور وہ  
میں کے پیچے گئی تھا یہ بگھیں کھوئی جوں کی راتی اس کا لازمی  
وہ ساری تھا۔

عمرک پر نیز نئے بُری عادات پہنچی۔ کتنے تناک رہ پڑا جاپ  
کے بعد ملکاں ملک نظر پڑتے کہ ساقی ساختہ عجید کی کیمی  
کی تجزیہ آور اسی شیخ سے باعتبار کئے کئے شاید کوئی دوڑ رہا تھا  
نے سوچا کہ سلسلہ اگر پڑتے گا وہ ملک کا اس انہی چوراٹا  
شناختیں ملکاں ملک نے دوڑ کے کارکوڑیں دیتی تھیں  
کہ دکھنے پڑتے ہوں کیا کہ کئے کام جوں جیں کم بتتا جا رہا ہے  
شناختیں ملکاں ملک نے شکر کی کوئی لاش تھا۔

میرجاوہ؟ اس نے شایدِ حمید کو آواز دی۔  
اب گیدرنے کے بھائی مذاہب نہ بھا۔ وہ سونج رہا تاکہ کسی  
شیئر کے سوت اس نے کئے کہ دوبارہ چھوڑ دیا تو محیت ہی آجائے  
گی۔ وہ زکر گی۔

گئے والا کئے کا پتہ پیکر ڈالے ہوئے اس کے ساتھ قریب ترین  
مشتعل ہوا آر بنا چکا۔ کچھ کے مٹتے سے ابھی تک بیکن ہنڑا اپنے نہیں  
دی تھی، سڑک پر اندھیرا چکا۔ جیدی مشرح رہا چکا کہ اگر وہ دلک کا ساتھی

کھڑی ہوئی تھیں۔ وہ دونوں ان میں سے ایک پہنچ گئے۔  
جیسے بھی دوسرا شکی پہنچتا ہوا ایک آہستہ سے بولا  
”اس شکی کا تعاقب کرنے ہے... لیکن مولانا صدیق ہے۔ پھریں؟“  
شکی صلیٰ پڑی۔

رات تاریک ہتھی۔  
درجنوں بیگانے شہر کے مشرقی سرحد کی آبادی کی درجہ جباری  
تھیں۔ باقاعدہ دودھ کے چوراہے پر پہنچ کر اگلی شکنی مانندی فرمائی۔  
دُور تک دو منزلہ عمارت کا سلسلہ چینیز چوایا تھا۔  
اگلی شکنی کی پہلی دو رپڑتے کے بعد ایک عمارت کی سلسلہ مشتمل  
کئی بُرگ پر انداز ہوا تھا۔ حیدرنے بھی اپنی شگنی کا اس نامہ ملے پہنچ کر اُن  
اور چھر جب اگلی شگنی والی پس کے پیسوں میں ہی تھی تو حیرت نمید  
اس سے کچھ زیبارہ فنا میں پہنچیں تھیں۔

ان درالے نے پائیں باغ کا پھانک کیا تھا اس کے  
جید کو اندر داخل ہونے میں کوئی دشواری نہ ہے۔ عمارت  
کے پرائس کا بلبے روشن ستائیں گے جنہیں کی جائیں گے اور  
ہونے کی وجہ سے جید سوتھنی کی نہ ہو جائے۔ اس نے یہ  
سب کچھ کو کر لیا تھا لیکن اب سوتھ رہا تھا کہ اگر قدم کیا ہے تو اپنے  
ظاہر ہے کہ وہ عمارت کا نہ ترکریں نہیں سکتا تھا۔  
پھر حال ہے اسی پر غور کرنا ہوا اور بعد آہستہ عمارت کو فتح

بانتوں کی طرف رینگ دے باہتھا۔ و فرشا کسی کمریں رختی ہوئی ازد  
کھڑکیں کے شیشیں کے چمک دا بھر اندر پھر کے پیش پیٹ  
جہکے جید کا عمل دھمر کئے لگا! شاید وہ اسی کمریں تھے  
وہ سر لٹکے میں جید کھڑکی کے خیثے سے کھو گئے کہاں تھے

جاتیں رہے گا۔  
لڑکی ایک دن اپنے کام کرنے کی پیشگوئی میں دراز سفر کر رہی تھی۔  
بُری خوشی اور ادھر سے آنکھوں سے موچھوڑا لے کی طرف بڑھ رہی تھی اور  
اس کے ساتھ کھڑا صائم منور نے بُری خوشی کا سارا سبقتاری

لڑکی نے مسکرا کر کھمپ کیا اور وہ اپنے خشک ہزارگل پر زبان  
پھر نے لٹکا۔ حمید تک لڑکی کی آواز نہیں پہنچی کیونکہ کھڑکی بندھتی۔  
پھر اس نے لڑکی کو مو بخجھ دالے کے قریب جاتے ہوئے دیکھا۔  
... اور ستم وہ دونوں راتے قریب سر گئے کہ وہ زندگی ایک

دوسرے کو چھوڑنے لے گے۔ پہنچنے والے کی ٹانگیں کا نبہی تھیں۔  
اس نے اپنے دونوں ہاتھ بڑک کے شالوں پر رکھ دیے اور احتقان  
کی طرح مسکراتے رہے گا۔ وفتحا سلفی دارالدرود واز سے سالیں

کیا ہو۔ کیا بات ہے یہ جیدے گیر لئے ہر ٹنے انداز میں اس پر  
چکتا ہوا لے لال۔  
”چھپا چھوڑ دی راوی اس نے بگدی کر کہا۔  
جید اس کے سامنے والی گرسی پر بیٹھ گیا۔  
کیا طبیعت خراب ہے؟

ہنس! ہنس! میرا جگہا چوڑ دووی  
سیدھا توڑ دووی؟ میدہ نہ صرف تھے کہ یہ کیا سیدھا توڑ دووی  
عمرت نے جملہ کر اپنے دوں باتھ پیشانی پر مار لیے۔  
سر توڑ دووی؟ میدہ کسیاٹے انداز میں ہنس کر بولا۔ ہنسیں پ  
خلاق کر رہی ہیں؟  
وہ چھل کر کھڑی ہو گئی۔ تھوڑی دیر تک میدہ کو شعبدیل رائے کو  
سے دیکھتی رہی۔ پھر اس کے فتح سے اس طرح کی آوازیں نکلے گئیں۔ یہی  
ہیڑ بادوڑہ پڑ گیا ہو۔ جنگل... گزارہ ۱۰۰۰ احمد

وہ تیزی سے ملی اور جب وہ دو افراد سے پاہر بچ لے گئی  
از حیدر کے ہنر میں پچھیں جنم کی شکاریت پھیل گئی۔ اس نے جیسے  
سے پائپ نکالا اور گزی کی لپٹ سے بیک کر کر تباکر جھونک دیا۔  
وہ دونوں رقص کر رہے تھے۔ ہمید اُنہیں دیکھتا ہے۔ پائپ نکلا  
گروہ پھر اٹھا اس کی نظریہ داصل اس روکی کے بعد صورتِ حالی کو  
دھنس کر رہی تھیں۔ اس نے پورے ہوٹل کا گرفتار کر لے جوان مارا  
یک دنہ بدل۔ حیدر سوچ رہا تھا کہ وہ اس کا شوہر تو کسی طرح نہیں  
بچ سکتا۔

وہ پھر گلیکی کی طرف لوٹ آیا۔  
تصویری دمیں بجھ سپالہ را اونڈختم ہو گیا۔ دوسروں کے ساتھ وہ  
دونوں بھی گلیکی میں لوٹ آئے۔ وہ اس صیز پر تھے جس پر پہنچنے والے  
کے اندر ام سکے راستے ساتھ مٹتے تھے۔

جیسے کس کی کپٹت سے نکال پڑا پاٹپ پیتا ہے۔  
”میں فرلا اُسے دیکھ لیں یہ بڑی مشتی ہوئی ہوئی۔  
اس کی عدم موجودگی میں بڑی سرخی پڑا۔ صدر کا نام انداز میں بلند ہے۔

بے بودت اسکی کمی انگلیوں سے میرزا کا کوئی کٹکھا نہ تھا۔ جسی دیساں لئے  
نازت کر رہا نہ تھا۔ اس کے دوالوں پر غیر ارادی طور پر پہنچتے  
تھوڑی دیر بعد راک دالپس آگئی  
” میرزا مٹی مون ختم والا لے میرزا سے الالا

لٹک کے سک شنیز سی خشیش کے ساتھ وہ آتی گیا۔  
جیسا غص پاہر جلتے دیکھتا رہا۔ جیسے ہی وہ درد انسکے  
دردے وہ بھی پاہر کی جل میٹی تباکہ جھاؤ کر رہا ہوا۔ پاہر کی بیان

میدا سے کھو رہنے لگا پھر خود کی دیر بیداریلا۔  
”جسی ملک میں بھروسہ یعنی آپ کو اس ملک میں خداوندی کی  
دل نہ دکھاتا پڑا ہے؛  
”یہی نہ خداوند کی دادا یا ہے؛  
”خداوند! اور یہی جو کچھ دل پڑھ کر بیٹھے ہیں پڑا بد نیب

بُھلیں ہے میر بھر کی راگ اونڈ میں بولا۔  
دارد ہے... آپ تر خواہ مخداہ... ۱۰۰ ہم تو سننا سکا شان  
چیکے ہم سے کہا۔  
”ہنسی میں واقعی بڑا پیدا نہیں بہد ہوں؛ میر بولا؛ اسی عجیب کی  
 وجہ سے دُلچھ تک میری خادی نہ ہو سکی؛  
”شادی کریں گے آپ، اس نے ہنسی کر لے چکا۔  
”بھی ہاں؛ راوی کا انتقال ہو گیا؛ میر نے روشن صورت بنائے  
کہ بڑی نیک تھی جیلے چاری، بچے پیارے چند صور کہا کہ تو قبیلہ ہے

کے معنی بچے آج تک نہ معلوم ہو سکے؟  
ہم اپنے بے تحفظہ نہیں پڑیں۔  
اگب کو عنہ ناک تذکروں پر بھی آتی ہے یہ حیدر چہر بگڑا گی۔  
اگب تو نہ جانیں کیا اُلیٰ سیدھا سنتے ہیں یہ وہ جیسا جلا گئی۔  
وہ چہر کی کہا تھا اپ نے یہ  
پڑھنے ہیں...؟  
کچھ تو کہا تھا! وادیہ اجسی رہی: کیا خداوند مجھے اس لیے  
ہر ای تھا کروں جو شکر کریں؟

میں نے یہ کا تھا اور اس کے کام میں کشتہ بنا کر بیل پر کہب  
خیل کا ہوں میں نہ آیا کریں وہ  
دیکھ ل جاؤ

مختصر کرد سکی و ییدنے امور کی رہی کہا یہ میری الی  
ست کہا۔  
چشم میں جاؤ یہ عورت بڑا ان۔

ہنسیں پہلے آپ سا پنا نام تپالے گئے۔ میں بعد کر تباہی کا یہ  
یکسی محیبت میں چھنس گئی واس نہ آہتہ سے کہا۔  
میرزہ جملیتے ہو گید لٹھنڈی سائنس لے کر بولا: میرے پریس  
اس قابل ہی ہنس ہیں کہ اب کا پیارا پیارا سماں من کر

لارٹ نے جھوٹ کیا یہ عجکر لایا اور جیدک اگر قوت سے نہیں کئی  
دھماکے جمار ہی تھی اور جیداس کے چیخے خدا بیداری میں پہنچ  
وہ ایک نئی پرگتی کئی۔



مئے ملٹن کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ میکن وہ بھی جی بات پر اڑی  
ہوئی تھی۔ پیر حال ان کی والپی پر میں نے بھی جیخنا خرچ کر دیا۔  
اس کے ساتھ نہ میری توجہ اپنے یہ مرے کی طرف منتقل کر لی۔  
اس نے کہا اگر میں نے کسی سے بھی اس وقت کا مذکورہ کیا یا بالپیں کی  
مولی تو وہ مجھ پر مقدمہ چلا دے گا۔ بحثت میں وہ تصویر بیش کی  
جائے گی۔ اس کے بعد اس نے الٹا بھر پر ہی برسنا شروع کر دیا اور  
وہ کم بخت ہو رہتے ہیں مگر کہ اس نے خود کو ایک مشبوہ تجویز خانہ کیا  
تحالہند ایں اپنی خدمت کا حال معلوم کرنے کے لیے اسے گھر لائیں  
یعنی مجھ پر محروم حملہ کرنا چاہتا تھا۔ اس پر اس کے شوہر نے چڑرا  
نکال لیا۔ یعنی وہ اسے روک کر بول کر اتنی بی سزا کافی ہے۔ لیکے گئے  
ادبیں کے چھربھر ہوئے چھوڑ چوں چاہیے۔ مجھے تو اس معلوم ہو رہا  
تھا جیسے اس نے کسی بولیں چڑھا لی جوں۔ آخر کار انھوں نے دھکے  
دے کر مجھے لھر سے نکال دیا اور میں نے ایک بے بیس چبے کی طرح  
بھاگ نکلنے میں بھی عاقبت سمجھی۔

بھی خاموش ہو گیا۔ فریدی کی پیشان پر بھیں اجھے  
اٹی گئیں۔

”موچھو منڈے کے وقت کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی تھی۔ فریدی نے  
سنجیل سے پڑ چلا۔

”جی نہیں۔ جواب بھی سنجیل ہی سے دیا گی اور فریدی جید کو  
کھوئے رکھا۔

”اب میرے سخن ملائیں کر کیں وہ مجھے اس تصویر کے ذیلے  
میک میں ذکر رہے؟

”ہو ستا ہے۔ فریدی بولا۔ میکن ہے اس سازش کی تھی میں  
بھی مقصد ہو یعنی آخری موچھو والا محلہ اس کا کیا مقصد ہوتا ہے  
وہ موچھو منڈے بغیر بھی اس مقصد میں کامیاب ہو سکتے تھے۔“

”پھر اب بتایے میں کیا کروں اور بھیک یاد آیا۔ موچھو منڈے  
کر دینے کے بعد وہ دونوں مجھ پر بھیکھے ہوئے پکھ دیں میرے چڑھے  
کو بخدر دیکھتے رہے تھے۔“

فریدی اسے پہچال انداز میں دیکھنے لگا۔  
”غائب اور اس بات کا اندازہ لگا رہے ہوں گے کہ دوبارہ ہاتھ  
صاف کرنے کی یہ مدد کب تک کی جائے؟“ جید بولا۔

”بکومت فریدی اُسے گھوئے گئے۔ پھر بھی سے بولا۔“  
نی الحال تم سکوت ہی اختیار کر د۔ بہتر ہے ہو گا کہ تم اب شہر میں مت  
آٹ۔ ہاں کی انھوں نے تھا را پہنچے بھی پڑ چاہتا تھا۔

”قطیع نہیں! نام نہیں پوچھا تھا۔“

”قطیع... اجہ تو آپ سب کچھ جانتے ہیں؟“  
”پھر بھی میں تھا رے ہی مسٹر سے سُننا پسند کروں گا۔“  
”میں خرچ سے چانا ہوں۔“ بھی گلا صاف کے بولا۔  
”مہیں! صرف اس وقت سے جب تم سمجھی میں اس کے گھر  
جا پسے تھے؟“

”یعنی آپ کو یہ سب کیسے معلوم ہوا؟“  
”سار جنت حید قسم سے تھوڑے ہی فاصلے پر تھے۔“  
”ساوہ؟“ بھی جید کو جیپنے ہوئے انداز میں دیکھنے لگا۔  
”ہاں تو چھر!“ فریدی نے اُسے توکا۔

”میکی ہیں دھایک فاختہ عورت کی طرح مجھے اُسکا رہی؟“  
”بھی نظریں بھی کر کے بولا۔“ اس کے اس روئے پر میں بھی طرح  
نہ دوس ہو گیا۔ یعنی کوئی کوئی ملک کی ایسی عورت سے سابقہ میں پڑا  
تھا۔ کھڑ پہنچ کر اس نے بہت ہی بے ہودہ قسم کی حرکتیں شروع کر دیں۔  
میری علودت پچھلی ایسی ہے کہ میں عورت کو عورت ہی کے روپ میں  
دیکھنا پسند کرتا ہوں یعنی اس میں کم از کم خونکا بہت تو شرم کا کادہ  
ہننا چاہیے۔ میں پچھ کہتا ہوں کہ اپنی زندگی میں کبھی اتنا نہ دوس ہوں  
ہوا۔ میری سمجھ میں ہیں اسہا تھا کہ کیا کروں۔ پہلی ملاقات تھی میک  
وہ جنی مسائل پر اسی بے بای سے لفجوگ کر رہی تھی جیسے دو مرد  
انہیں بنے تکلف ہو جانے کے بعد آپس میں باتیں کرتے ہیں۔ جہاں  
وہ میرے قریب اکر کھڑی ہو گئی اور میں نے اپنے دونوں ہاتھ اس  
کے خاندیں پہنکھ دیے۔ اتنے میں ہم پر ایک تیز قسم کی رکشی پڑی۔  
وہ اس کے ساتھی کے کیمپ سے کی تھی۔ وہ مجھ پر ٹوٹ پڑا اور چونکہ میں  
ملقات ہوتی ہے۔“

”تُکیا!“ بھی یک بیک اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ آپ جانتے ہیں؟“  
”جی ہاں... اس عمارت کا تعلق شہر کی ساری عمارتوں سے  
ہے۔“ جید مسکرا کر بولا۔  
”بیٹھو! بیٹھو!“ فریدی با تھوڑا ہماکر بولا اس کی دل چیز مقت  
جادی تھی۔ بھی بھی جید کی طرف دیکھتا تھا اور بھی فریدی کی طرف۔  
”اب غائب آپ کی سمجھ میں آگیا ہو گا۔“ جید فریدی کی مل  
دیکھ کر فریہ انداز میں بولا۔  
”میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپ بیکوں کا علم کیں کر جھوا۔“ بھی  
بے چینی سے بولا۔ اور پھر بھی آپ نے میرے پیے کچھ نہ کیا۔“  
”جید نہیں پہچان نہیں سکتا تھا۔“ فریدی نے کہا۔ اور پھر دری  
بات یہ کہ معاہدے کی زرعیت سمجھے بغیر کہیں اقدام کیں نکل مسکن تھا۔  
”لو عیت!“ بیویت تو خود میری سمجھ میں آئی۔ ”بھی بولا۔“  
”پھر حال کچھ ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں کہ میں پہلیں کو جی باقاعدہ  
طود پر مطلع نہیں کر سکتا۔“

”بھا!“ فریدی نے سر بلکر کہا۔ غائب اور فلیش کیہہ تھیں ایسا  
کہنے پر مجھ کر رہا ہے۔“

”اوے! وفقاً فریدی چونک کر بولا۔“ یہ تم ہوئی!“  
”لہ... مل... یعنی“ آنے والے نے اپنا ہاتھ اور پری ہونٹ  
پر مکھیا۔

”خیریت!“ آنی رات گئے۔ آٹا اندر چلو۔ یعنی یہ تبدیلی!  
”اسی یہے... میں دراصل اسی یہے آیا ہوں!“

”جید جیرت سے دونوں کی گفتگوں میں رہا تھا۔ اب اسے بادا یا  
کہ اس نے اسے کیاں دیکھا تھا اس کا ہا بھی تھا تاریخ جام کے ایک  
کارگانے کا میہر تھا اور فریدی سے اس کے قریب تعلقات تھے۔  
ویسے جید سے شاید ایک بھی بار ملاقات ہوئی تھی۔

”تینوں ڈرائیور میں آکر بیٹھے گئے؛ بھی کے انداز سے بھی  
تک پچکا ہٹ فاہر ہو رہی تھی۔“

”کیا بات ہے؟“ جید نے کہا۔ تھا رے کا تھا میہر تھا۔“  
”میہا خیال ہے کہ اسی حالت میں تصور رہنے کا یہی مقصد ہو  
سکتا ہے کہ وہ ان کے خلاف کوئی کارہ وائی نہ کر سکے۔“

”لیکن آخر موچھ منڈنے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے؟“ جید نے کہا  
”بے تیں یہ بھا کہ خاید وہ دونوں اسے نہیں گئے؟“

”یکوں ہے فریدی چونک کر بولا۔“ یہ کہ کیوں جونک ہے ہیں  
کپاڈنڈ میں رکھوں کرنے والے ایشن بھی طرح شورہ  
مجاہد ہے تھے۔“

”اوہ نہ چونک رہے ہوں گے؟“ جید نے کہا دوں کھان کھانا  
کھا چکے تھے۔“

”خاید کوئی چھانک بھی نہیں رہا۔“ ڈرائیور تو  
جید سنتے نکا۔ پھر بولا۔“ ہاں ہے تو۔ آنی رات گئے کون  
امت ہو سکتا ہے؟“

”جید مسکرا کر بڑا جھوک لے کر باہر نکلا۔ حقیقتاً کوئی چھانک بھانک  
دے رہا تھا اور کہے چھانک کے سامنے شر مجاہد ہے تو جید  
بیاندے کا بدب روشن کر کے آگے بڑھا۔“

”اوہ پھر چھانک پر نارجح کی روشنی ڈالتے ہی وہ چونک پڑا  
کہیں کہی وہی آدمی تھا جس کی کچھ دیر قبل موچھ منڈی گئی تھی۔“

”کیا فریدی صاحب ہے؟“ اس نے پوچھا۔  
”جی ہاں۔“ جید نے چھانک کھوئے ہوئے کہا۔

”فریدی بھی برا آمدے ہیں نہیں آیا تھا اور آئے وہ تو جسیں تھے  
نہیں سے کھو رہا تھا۔ آنے والے کی حالت بھی بھیجی ہی تھی۔“

”ایسا معلوم ہو رہا تھا جسے اس پر چھرا سب اور شرم کا حملہ ایک ساتھ ہوا۔“

”فریدی کو ہے فریدی نے مسلکا کر کہا۔“ وہ بھی ہیں سے اشریں  
برائی اُتے۔“

”بہر حال آپ اس حالت میں دل جیپی نہیں گے؟“  
”کسی تھی تو کچھ کیا کرو؟“ فریدی بولا۔ اگر میں تھا جگہ ہوتا  
تھا مرحڈ جاتا۔“

”خیریت اس یہے بھا کا لجن سے ملاقات بھٹی تھی وہ میرا  
کوئی دوسرے کابھی عنیز نہیں ہوتا تھا۔“

”میہا خیال کہ مہیش کتوں ہی کے ماتھوں بندھ رہے ہو؟“ فریدی  
”کی قیمی...“ جید نے کہا۔“ یعنی بھر جاؤ ہو جاتا۔“

”میہا خیال ہے کہ اسی حالت میں تصور رہنے کا یہی مقصد ہو  
سکتا ہے کہ وہ ان کے خلاف کوئی کارہ وائی نہ کر سکے۔“

”لیکن آخر موچھ منڈنے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے؟“  
”بھی تیں یہ بھا کہ خاید وہ دونوں اسے نہیں گئے؟“

”یکوں ہے فریدی چونک کر بولا۔“ یہ کہ کیوں جونک ہے ہیں  
کپاڈنڈ میں رکھوں کرنے والے ایشن بھی طرح شورہ  
مجاہد ہے تھے۔“

”اوہ نہ چونک رہے ہوں گے؟“ جید نے کہا دوں کھان کھانا  
کھا چکے تھے۔“

”خاید سنتے نکا۔ پھر بولا۔“ ہاں ہے تو۔ آنی رات گئے کون  
امت ہو سکتا ہے؟“

”جید مسکرا کر بڑا جھوک لے کر باہر نکلا۔ حقیقتاً کوئی چھانک بھانک  
دے رہا تھا اور کہے چھانک کے سامنے شر مجاہد ہے تو جید  
بیاندے کا بدب روشن کر کے آگے بڑھا۔“

”اوہ پھر چھانک پر نارجح کی روشنی ڈالتے ہی وہ چونک پڑا  
کہیں کہی وہی آدمی تھا جس کی کچھ دیر قبل موچھ منڈی گئی تھی۔“

”کیا فریدی صاحب ہے؟“ اس نے پوچھا۔  
”جی ہاں۔“ جید نے چھانک کھوئے ہوئے کہا۔

”فریدی بھی برا آمدے ہیں نہیں آیا تھا اور آئے وہ تو جسیں تھے  
نہیں سے کھو رہا تھا۔ آنے والے کی حالت بھی بھیجی ہی تھی۔“

”سچا!“ فریدی نے سر بلکر کہا۔ غائب اور فلیش کیہہ تھیں ایسا  
کہنے پر مجھ کر رہا ہے۔“



لوگوں کی ملائشیں میں رہتا تھا جن سے اس فن کے لوازمات کے متعلق کچھ سیکھ سکے۔

پھر جانے تک حید کا ٹھیک بالکل پر تبدیل ہو گیا۔ وہ ایک انتہائی باوقار آدمی نظر آنے لگا تا پھر پر شاندار قسم کی گئی۔ ممکن ہیں۔

سالیں سات بجے فرمی کوفون پر طلاق علی کو دڑکانے تبا

آرچنڈ میں داخل ہوئی۔ حید بالکل تیار تھا۔ وہ دونوں ساتھی

گھر سے نکلے میں چنانکہ پر پیش کران کی رائیں لے گئیں۔

حید جانتا تھا کہ آرچنڈ میں آج خاص پروگرام نہیں ہے میں

ہوں گے۔ تقدم رکھتے ہی لوگ پر بی ہمیں اطلاع کی تصدیق ہوئی۔

وہ دہل موجود تھی۔

آج حید نے خاص طور پر ایسے جتوں کا انتخاب کیا تھا جن

کی تیز قسم کی گنجی پر چراہت مفرودیں تک کو قبر سے اتنے پر محروم کر کر بے نگاہیں اسی شہر میں کچھ عرصہ پیشتر دو حیرت انگیز قسم کے

ہم شکل وارد ہوئے تھے اور دونوں خود کو ایک بکھر تھے ایک ساخت

بستے تھے۔ چلتے تھے اور صوت تھے۔ دونوں کا نام شاید صاف تھا۔

”مجھے یاد ہے“ ہو گئی تھے کہا۔ ان پر شاید قتل کا بھی تراہ اور تھا۔

”بالکل ہی۔ اپنے بھائی سے“ ہمیں اسے دیکھتی رہی پھر

لے چکی سے پیسو بدلے گئی۔ اس کے چھر سے پر ہمچاہت کے آثار

تھے۔ ایسا معلوم ہوا تھا جیسے وہ مشرعت سے کسی فیصلے پر پہنچنے

کی کوشش کر رہی ہو۔ اس نے ایک بارا دھرا دھرا دیکھا اور پھر

اٹھ کر ہستہ آہستہ چلتی ہوئی حید کی پیشہ پر پہنچ گئی۔

”راشد صاحب“ وہ اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر بولی۔

”اس طرح چوری“ ہے۔

حید چونکہ کمزور، شاید اپنی زندگی میں پہلی بار اس نتیجت

ظاہر کرنے کی اتنی شاندار ایکنٹگ کی تھی۔

وہ چند لمحے سر ایسکی کے عالم میں اُسے گھوٹتا رہا پھر مسکا

کر لے لے۔

”شاید۔۔۔ اپنے کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ مجھے لفڑت کہتے ہیں“

”جی“ لڑکی حیرت سے آنکھیں بچاؤ کر بولی پھر اچانک ہنس

کر کہنے لگی۔ بہت اچھے راشد صاحب۔ ایکنٹگ کامیاب مزروعے

یں۔ اپنے مجھے اونہیں بناسکتے ہیں۔

”میں نہیں سمجھا تھا“ حید نے مذہبگزار کیا۔ جو لامیں اس

کی جڑات کیے کردن کا جب کہ میں اپنے کو جانتا ہیں“

”میں حاضر ہوں؟ حید مسکا کر بولا۔“ اگر کہیے تو ابھی۔۔۔ اسی وقت“

”مارے۔۔۔ اب اس وقت کیا۔۔۔ آپ کو تخلیف ہوئی؟“

”قطیعی نہیں۔ میری یہ شام بالکل فال تھی۔“

”اچھا تو چھڑو۔“

”لپسم اللہ“ حید مسکا کر جو بولا۔

”یکن یہ راجا ہے کہ اب آپ نے کچھ کہا پا جائیں۔۔۔“

”وہاپنی پر۔۔۔ کیا آپ والپس نہ آئیں گی؟“

”کیوں نہیں۔۔۔“

”تو چھڑ جیئے؟“

”باہر اخوں نے ایک سیکی کی اور چل پڑے راہیں سے

بالکل ہوئی بیٹھی تھی۔“

”میرے فائدان والوں سے میری نہیں بنتی ہے لڑکی نہ کہا۔“

”کیوں نہیں؟ حید نے مسکا کر پوچھا۔“

”میں ذرا آزاد خیال ہوں اور فطرت کی پرستاد جی۔“

اخلاقیات پر یقین نہیں رکھتی：“

”اوہ! بت تو آپ بہت اونچی ہیں یہ حید نے حیرت کر لے۔“

”مذکور سلوں کی قصیعی قابل نہیں ہوں۔“ دو دوچار مذکور والی بخدا

باتیں۔ انسانی زندگی پر بے جا قید کی سختی سے مخالفت کرتی ہے۔“

”میں جا قید سے آپ کی کیہا رہے ہے؟“

”میری بڑی نہیں۔“

آنے۔ اور پر چڑھ آنے کے بعد میں نے ان کا بہت بہت شکر کی

اوکیا اور تخلیف دی ہی کی محاذ چاہتے ہوئے عرض کیا کہ آپ آپ

تخلیف نہ کریں وہ سیرھی سے کہا پڑے گئے۔ اب اگر آپ تمزی

تخلیف نہیں تو میں یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ سیرھی کے بغیر اتنا

بھی کمال ہے۔“

”لڑکی نے کنکتا ہوا ساقیہ کہ لگایا۔“

”آپ بہت دل چسب آدمی ہیں“ وہ آہستے بیل۔

”میری خوش تمنی ہے کہ آپ سے ملاقات ہو گئی۔“ ویسے آپ

کرتے یا ہیں؟“

”فڑا یے! فرمایے میں حافظ ہوں۔“

”بات کچھ عجیب سی ہے کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے؟“

”بالکل۔“ بے تخلیق سے فرمایے؟“

”ایک بھی کافی ہے؟“

”فکر نہیں... دوچار مذکوروں میں ختم ہو جائے گی؟“

”ہمیں استھنا کرنا ہمیں کہ بچھے خدمت کا موقع عنایت کیجیے۔“

”بات دراصل یہ ہے وہ جیسے ہوئے انداز میں بیل۔“

”ایک گھر بیٹھا ہے وہ میں دراصل دوہیں ہیں۔“ والد کے ترکے

یہیں آٹھ انگوٹھیاں بھی ملی تھیں۔ بخوارہ بڑی ہیں کے لامبوں

گروں۔ والد کی زندگی میں مجھے کیا سب کو اس کا علم تھا کہ ان انگوٹھیوں

کے نیچے بہت بیش قیمت ہیں۔ میکن جب میں نے اپنی چار

انگوٹھیاں پر پکو ایں تو ان کے سارے نیچے نقلی ثابت ہوئے

بڑی ہیں کی انگوٹھیوں کا بھی یہی حشر ہوا۔ میکن میں سوچتی ہوں

لیا پر ممکن نہیں کہ بڑی ہیں نے جو سرہی کو ملا دیا ہو۔ جس نے جائی

انگوٹھیاں پر کہی تھیں؟“

”ممکن ہے۔۔۔ بہت سمجھنے پڑے“

”رپڑخیال انداز میں“

سر ہلا کر بولا۔ میں لڑکی کی دامت پر جیسے ہے ہو رہی تھی کتنی

بہتہ کافی تھی۔

”میں چاہتی ہوں کہ کوئی میرا دوست ہو جس پر متعلا کر

سکن۔ میری بھن کی انگوٹھیاں بھی پر کہا لیتا“

حکت پر متین ہوتا ہے۔

”میں اس بنے تخلیق کی معافی چاہتی ہوں یہ محوڑی دیرے

بعد پھر ہوئی۔ میکن میں آپ کو لیکن دلالت ہوں کہ خود راشد صاحب

کے گھر والے بھی دھوکا کی سکتے ہیں؟“

”ہو سکتا ہے“ حید نے بے پرواہی سے کہا۔

”بڑا جاں میں شرمندہ ہوں“

”اس کی بھی مزدودت ہیں“ حید مسکا کر بولا۔ اب تو جان

پر جوڑی ہے۔ میرے یہیں میکن حقیقتاً میں شرمندہ ہوں“

”چوڑی ہے۔ میرے یہیں بھی تھری کا کم ہے کہ اچانک اس طرح آپ

وہ کچھ نہ بولی۔“

”اکثر اس قسم کے اتفاقات میں آتے رہتے ہیں“ حید میں

کہنے لگا۔ میکن اسی شہر میں کچھ عرصہ پیشتر دو حیرت انگیز قسم کے

ہم شکل وارد ہوئے تھے اور دونوں خود کو ایک بکھر تھے ایک ساخت

بستے تھے۔ چلتے تھے اور صوت تھے۔ دونوں کا نام شاید صاف تھا۔

”مجھے یاد ہے“ ہو گئی تھے کہا۔ ان پر شاید قتل کا بھی تراہ اور تھا۔

”بالکل ہی۔ اپنے بھائی سے“ ہمیں اسے دیکھتی رہی پھر

تھے۔ ایسا معلوم ہوا تھا جیسے وہ مشرعت سے کسی فیصلے پر پہنچنے

کی کوشش کر رہی ہو۔ اس نے ایک بارا دھرا دھرا دیکھا اور پھر

”راشد صاحب“ وہ اس کے کاندھے پر پہنچ رکھ کر بولی۔

”اس طرح چوری“ ہے۔

حید چونکہ کمزور، شاید اپنی زندگی میں پہلی بار اس نتیجت

ظاہر کرنے کی اتنی شاندار ایکنٹگ کی تھی۔

وہ چند لمحے سر ایسکی کے عالم میں اُسے گھوٹتا رہا پھر مسکا

کر لے لے۔

”شاید۔۔۔ اپنے کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ مجھے لفڑت کہتے ہیں“

”جی“ لڑکی حیرت سے آنکھیں بچاؤ کر بولی پھر اچانک ہنس

کر کہنے لگی۔ بہت اچھے راشد صاحب۔ ایکنٹگ کامیاب مزروعے

یں۔ اپنے مجھے اونہیں بناسکتے ہیں۔

”میں نہیں سمجھا تھا“ حید نے مذہبگزار کیا۔ جو لامیں اس

کی جڑات کیے کردن کا جب کہ میں آپ کو جانتا ہیں“

”اف ذہ“ لڑکی بے جان کی ہو کر کر سی پر میٹھگی تھی۔ میرے

خدا۔۔۔ اتنی مشاہبہت“ حید چب چاپ اُسے دیکھتا اور اس کی

حُدّا۔۔۔ اتنی مشاہبہت“ حید چب چاپ اُسے دیکھتا اور اس کی

حُدّا۔۔۔ اتنی مشاہبہت“ حید چب چاپ اُسے دیکھتا اور اس کی

حُدّا۔۔۔ اتنی مشاہبہت“ حید چب چاپ اُسے دیکھتا اور اس کی

چند میں سے کیلئے یہ جھوٹ لگئے کہ وہ ایک عیار تین گزت ہے۔ فریدی  
الی ہم مرہج پی کی طرح ہپکیاں لے لے کر رور ہی خی جس کی کتنی دھکی  
چھپی فلکی اچانک پکڑ لی گئی ہو۔ اس کے ساتھی کے چہرے پر خفت  
کے آثار تھے اور وہ اُن سے چپ کر انے کی بخشش کر دیتا  
فریدی چند لمحے خاموش رہا چھر بیک اس کا سرد گزوی۔  
سنواری تھمارے آنسو وؤں کا سیداب بجھے اس نگرے  
نہیں بیکا سکتا یہ فریدی نے بڑی سلخی سے کہا۔  
ارٹک نے سرا تھا کہ کچھ کرنے کی بخشش کی لیکن اپنے یون  
النادر کا گلا گھیرٹ دیا۔

ساد جنڈ حیدر سوڑح رہا تھا کہ اس رونے میں بناوٹ نہیں ہے  
لیکن کیونکہ چیکیں میں بڑی بے راستگی تھی اور وہ قدسی ہی معلوم  
ہو رہی تھیں۔

حیدر اس کے قریب بیٹھ کر اس کا شانہ نہ کئے سکا اور دوسرے  
ہاتھ سے وہ اپنی آڑھی مونچھ کو کبھی نیچے کر رہا تھا اور کبھی اُپ پر  
کلابتھے کچھ لو لو یہ اس نے فرم بیچے میں کہا۔

بے پیشہ رہتی رہی۔ لیکن اب ایسا حکوم ہو رہا تھا جیسے  
پہنچ کر کو دیانے کی بخشش کر رہی ہو۔  
تم اس وقت اسپکٹر فریدی ہی کے ساتھ ہو رہا تھا پھر کہ  
”جی ہے“ دعا چل کر کھڑی ہو گئی اور فریدی ہمیں کہا جانے والی  
نظر میں سے دیکھنے لگا۔

بیچھے بیچھے بڑی بڑی باتوں اٹھا کر خشک بھیجیں بولا اور جو پہلے پہنچے اسی پہنچاڑ آنے لگا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس پتھر کے آنے سے اگر بھی شر انداز نہیں ہو سکے خود اس کا خیال تھا کہ اس کے آنے سے اس کو ناٹھک کر دیا جائے۔

دوبارہ بیٹھی تھی۔ اس کے آنکھ کے گز تھیں بیکار  
کتائیں گوئا تھا۔

سیرخ... خشک... قستی جتے گا اپنے دوسروں کے  
آرٹیکلز کے آنے سے امتحان کرنے والوں کے

پنچھرہ قرآنیں میں چھپا لیا۔ اس بارہ وسٹے کی تبلیغ پڑھتے ہی  
زبانہ تین رسمیں اس کی پڑھ پڑھ پورنے لگائیں فرمیدی کی نیز  
نکروں کے مقابلے میں اپنا یہ فعل دیجئے تک جامی خدا کے الٰہی دل  
ہی دل میں تیکی قتاب کیانا بہتر ہے۔ اگر وہ اس وقت ملکہ نبی  
کے درمیان میں نہ ہوتا تو فرمیدی سے ضرور اڑ پڑتا۔ نہ جانے کیوں

ایں کے ذمہ پہنچاں حال اس لڑک کی مظلومیت پہنچائی  
بی بھلی یہ تک کچھ دیر قبل اس نے اور اس کے ساتھ نہ بچک

قرب چلا آیا۔ فریدی نے بامیں پاٹھ سے اس کی گردان میں لٹکا ہوا  
کہہ آتا رہتے ہوئے کہا: ”اس سے کھل دو۔“  
لڑکی اور اس کے ساتھی نے حمید کو کھول دیا۔  
”بیٹھ جاؤ!“ فریدی نے صوفی کی طرف اشارہ کیا۔ دنوں نے  
تمیں کی۔ حمید اپنی آدمی مونچھ پستاڑ دے رہا تھا۔  
”یہ سب کی لغویت ہے!“ فریدی نے اپنی چھوڑیتہ نظریں  
سے کھوڑتے رہنے کے بعد گھما۔  
”اس نے میری... بیوی... مادر حمید پورا نہ کر پایا۔  
”بکو اس!... یہ پولیس کا آدمی ہے!“  
”تم جھوٹ بول کر رعب میں نہیں رکھ سکتے یہ لڑکی کا ساتھی ہوا۔  
”میں بخاری ہدیاں توڑ سکتا ہوں اور یہ بھی غلط ہے کہ یہ  
بخاری بیٹھی ہے کیا کل بھی تم نے ایک دوسرے آدمی کی جماعت نہیں  
بانی تھی۔ کیا تم اسی لیے پھانس کریاں نہیں لائفیں۔ لڑکی ہوا۔  
”یہ بہت بُرا آدمی ہوں!“  
لڑکی کی آنکھوں سے پریشانی کے بجائے غم جمانک رہا تھا۔  
”آپ کون ہیں؟“ اس نے آہتے ہے پوچھا۔  
”و پولیس!“  
”بہت بُرا ہوا، بہت بُرا!“ اس نے کہا اور اپنے ساتھی کو  
قرآن نظریں سے کھوڑانے لگی۔

”پچھلی رات جسے مختاری کرنے کو دوڑایا تھا وہ یہی تھا۔“  
فریدی نے حمید کی طرف اشارہ کیا ہے اور وہ بھرہ ہیں جسے تھے کہ  
ہوٹل ٹھوٹی فرائس میں دیکھا تھا۔ بہر حال تم دو نوں چھپے ہوں گی مرح جمال  
میں پھنس گئے ہو۔  
لیکن کبھی فریدی کی طرف دیکھتی تھی اُنہیں جیسے کہ مرف نہ خدا  
اپنے ساتھی پر گرجتے لگی۔ میں تجوہ سے پہلے ہی کہتی تھی کہ ہمیں ان پر  
فریدی سے مٹا چاہیے۔ مگر تو خدا نا۔ اب یہ نو ساری مررت خاک میں  
مل گئی یا ہیں؟  
”دکان میں فریدی کو صانتھ سے ہاؤ فریدی نے جوتے سے کہا۔

وہ بھیں... بیکن یہ سُنا ہے کہ وہ صیحت نہ دوں لیکن مذکور کرتے  
ہیں یہ رُک رہا نسی آوانیں بولی۔  
وہ کہن سی صیحت گوئی ہے تم یہ یغیرہی کی صوراہت طنز

اور یہ حقیقت ہے کہ فرمائی اور تمہارے اس معہوتے دلکش

پھر اتنا جیکی کہ ان کے چہروں کے درمیان نیادہ فاصلہ نہ رہا۔  
جیک اسی وقت فلیش کیسے کی روشنی ان پر پہنچی اور وہ دوڑ  
اچھل کر کھڑے ہو گئے تو کام بدو صورت ساتھی اجھیں قہر آلوں نظر والے  
سے گھوڑے سماحتا۔  
”بچاؤ! بچے بچاؤ!“ لڑکی تختی ہوئی اس کی طرف دوڑی۔  
و کیوں جے؟ یہ کیا حرکت؟ بدو صورت آدمی حمید پر ٹوٹ  
پڑا۔ حمید نے مراحمت نہ کی۔ البتہ اس کے ٹھنڈے سے تحریر آمیز آوازی  
نکل دی تھی۔ جب وہ دونوں مل کر اسے صوفی میں باندھ چکے  
تو لڑکی پر لٹکیوں دیکھا۔ تمہیں میرے ساتھ اس لیے آئے تھے کہ  
میری تقدیر کا عالی بتائے گے۔  
”وہ حموکا! وہ حموکا!“ حمید حق پھاڑ کر جانایا۔ تم جھوٹی ہو، مسکار جو!  
تم مجھے انکو خیل!“  
”شکاپ! ابھی بجاں ہوں!“ اس نے میر کی دلانتے اُسترا  
نکل لئے تھے کہ تم جیسے کہتا ادمی کے چہرے پر موچیں اچھی  
ہیں لکھیں۔  
”کیا میں ہمیں جانایا میں پولیس...“  
”میں تم پر متعدد چکاروں کی۔ ستحاری اسی وقت کی قصوریوں  
میں پیش کرنے کی ہے۔“ لڑکی کا سلاجمن خدا را یا۔

جیسے نہ ہاتھ پیروں میں کوئی دلچسپی نہ تھی۔  
”اگر تم نے اس والد کے متعلق کسی سے کہو کہا تو یہ تصور ہے  
کہ وہ جنہیں پیش کیے گئے ہیں۔“  
روکی کا ساتھی جیسے کہ وہ کوپنی گرفت میں ایسا پُر ابوالله رڑھی  
شپے ہی جدیدیں آدمی مونچے صاف کر دی۔  
لیکن دوسرا ہی لمحے میں روکی کا ساتھی اچھل کے لگ بٹ  
گیا۔ فریدی دعاۓ سے میں کہو امراضیں گھوڑہ بھائیا اور اس کا دارہ نہ  
بھائی پیڈوں کی جیب میں تھا۔  
”کون ہے تم؟“ میلا جانز گھری کیوں گئے؟“ روکی پیٹ کی قیڑی کی  
میں الجمل۔  
”بس یونہی ہے فریدی مُسکرا یا؟“ میرے پسے کوئی خطرہ نہیں تھا  
کیوں کہ میرے پیڈوں میں رکھتا ہے؟  
آدمی موچھوں میں حمید کا چہرہ بڑا منحکم خیز لگ رہا تھا اور  
وہ دو لوگوں سے اسی سامنے کا شکار ہو گئے تھے۔

”ادھر آؤ!“ شریمی نے لڑکی کے ساتھی سے کہا۔  
”میں کہتا ہوں تم بہار کیسے آئے؟“ وہ بگڑ کر لپوالتا۔  
”چلو،“ شریمی نے روپالیورنگ کاں پاٹھا۔ وہ جب حاب اس کے

معلوم ہوتی ہے کہ دنہ گوڑوں کے متعلق اتنی سچی بات کہ ہبھی جو اس  
تبلیغ کا نتیجہ نہیں ہو سکتا۔

گوڑوں کا یہ کارنامہ یہ لڑکی نے کہا: اس وقت کا ہے جب  
وہ پاپ نہیں بنا تھا۔ پولیسیکل جنسی جملہ سہی کا نتیجہ معلوم  
ہوتی ہے۔ اس میں خود نہیں۔ لیکن میرا دعویٰ ہے کہ میں اس نام  
میں گوڑوں سے زیادہ شخص ہوں کیون کہ میری شادی ہرچی ہے  
لہذا میرے یہے یہے جنسی جملہ سہی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔  
وقطعی نہیں۔ قطعی نہیں۔ ”جمد سر بلکہ بولا“ میں آپ کے  
خیالات کی تقدیر کرتا ہوں؟

”آپ نہیں جیکے گا کہ میں کسی قسم کے جنسی جذبات میں مبتلا  
ہوں۔ میری کوئی دستی حالات قائمی ناصل ہے۔“

لیکن یہ ہمیں نے کہا: جنسی جذبات کی توثیق پر نظر  
ہو جاتا ہے؟

سبھی عرض کرنے دیجیے کہ آپ غلط کہہ رہے ہیں یہ لڑکی بدلے جائے  
جنکی عام حالات میں بٹے مصوبہ صورت اور فرشتہ خود کہہ  
گئے۔ شرمند اپنے گواں کے گردار کا جزو لا زم ہوتا ہے۔ لیکن جب  
درستہ پڑتے ہے تو وہ بیوی، بیٹھی، بیٹھی، بہن یا شرمند بیٹھائیں ہیں لیکن  
جس نہیں کہ سکتے۔“

ہمیں کہا گیا ہے: یہ ہمیں نے کہا۔ اس کے متعلق میری معلوم

زیارت نہیں ہے؟  
وہ مطالعہ بڑی تھی چیز ہے یہ دل کی اپنی خوبی کو جلو سکے  
شکرانی لئتے ہوئے بولو۔ اس کشکوڑ کے دولائی میں ان کا رہا۔ پہنچانے  
میں غصہ پڑی ہے اور جید اس خیال کو اپنے ذہن سے نکال پیو کہ  
پاہتا تھا کہ وہ اس وقت کی عورت کے ترقیت پر میٹا ہوا ہے۔  
خود کی وجہ پر جید پر اسی عمارت میں واقع ہو رہا تھا۔  
جیسا کہ پہلی بار ایک لگتا اس سے بڑے اخلاص سے سفر آیا تھا  
لیکن اسے ادا شکار کر دیا گیا۔ جس کوہ دریہ کے پیشاؤں پر  
بیکھی۔ والپریساں نے صورت کے ساتھ جید کو جایا کہ اس کی  
بہن کھروں کو جو وہیں ہے۔ لیکن تھوڑی ہی دیر جید آ جلے گی۔  
وکوئی بات نہیں۔ میں انتظار کر دوں گا ॥ جید صوفی پریم ھلکا

دوں میں مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی۔ پھر وہ لگ  
باتوں کی رو میں اسی صورت کے سنتھے پہ آئی تھی جس پر حمید بیٹھا  
سچا اتنا۔

بے وردی

سے بچارا

کر صوفی

میں جکڑ دیتا

تھا۔

لیکن اپنا چاہتی

ہو، فریدی

زور سے

گر جائی کہو، اور

تمیس اوقات

سے بیجی

ہتر محض

کا کمیں

پولیس

کے جلوے

کر دوں:

وہ ہم

کر خاموش

ہو گئی

یعنی میکن سرہنی اٹھا۔

حمد کا دل جاہ

گستہ تو فریدی

کا چہرہ دھائی

دے سکے اور نہ وہ کھڑوی آواز

ہی سن سکے۔

بہر جل عذری

دیر بعد وہ راہ پر آئی۔

میں دنیاگی انتہائی بد نصیب عورت ہوں،

میں خوب، فریدی اُسے گھوڑے لے گا۔

میں سفے پہلے ہی چاہا تھا کہ آپ سے مدد لیں یعنی اس نے

وہ پختہ ساتھی کی طرف دیکھ کر خاموش ہو گئی۔

یہ خوب تپہے بھی کہ جپی ہو، فریدی فشک بھے میں بلا۔

میکن آپ کا رذیق کہ رہا ہے کہ جو کچھ بھی میں کہوں گی آپ

اس پر یقین کرنے کے لیے تیار ہوں گے،

خوب کہاں ہی؟ فریدی سگار سکا تا ہجا بولا کیمرا ابھی تک

اس کے ہاتھ میں تھا یعنی ریوال جیب میں رکھا چکا تھا۔

لیکن، اس کے بچے میں سرت تھی، تو پھر میں اعتماد رکھوں

لتا پ میری عدو کہیں گے؟

حالت پر مغرب ہے؟

اے، اس کے بچے پر پھر ما یوسی کی ہیں جم گیش، وہ تھوڑی

جیتنے کا خاموش رہی پھر بولی، میں یہ نہیں بھی کہ جو سے کوئی

جمم خروہیں ہونے صرف اس یہے کہ میں اچھی خامی شکیں بھاڑتی

رہی ہوں جکیں سنے قانون کی آنکھ میں دھول جبو نکھن کی بھی

کوشش کی ہے،

وہ خاکش ہو گئی یعنی فریدی سفے نظر اٹھا کہ اس کی طرف

دیکھ کی جی خروہت نہ گھی۔ البتہ حمید سوچ رہا تھا کہ قانون کی تکوں

میں دھول جبو نکھنے کا مطلب کیا ہو سکتا ہے۔

وہ کس طرح؟ حمید نے لے لے چکا۔

ایک لمبی قاستان ہے، وہ طویل سالنی سے کہ بولی میکن

مجھے لرچ ہے کہاے میں کہ آپ کو مجھ پر پھر در رحم آئے گا،

مشنے بغیر دی آپ کے لیے ہمہ دی مکھیں کہہ دہاں ہیں۔ حمید

نے کہا۔

مشکلہ؟ اس نے بیان چاری رکھتے ہوئے کہا، کیا آپ یقین

کہیں گے کہیں ایک مترز کرنے سے تعلق رکھتی ہوں۔ میں جواب

کے ملے میں بھی اس پر فریق رکھتا ہے۔

بے وردی سے بچارا کر صوفی میں جکڑ دیتا تھا۔

لیکن اپنا چاہتی ہو، فریدی زور سے گر جائی کہو، اور نہ تپس اوقات

سے بیجی بہر تھیں کا کمیں پولیس کے جلوے کر دوں:

وہ ہم کر خاموش ہو گئی یعنی سرہنی اٹھا۔ حمید کا دل جاہ

گستہ تو فریدی کا چہرہ دھائی دے سکے اور نہ وہ کھڑوی آواز

ہی سن سکے۔

بہر جل عذری

دیر بعد وہ راہ پر آئی۔

میں دنیاگی انتہائی بد نصیب عورت ہوں،

میں خوب، فریدی اُسے گھوڑے لے گا۔

میں سفے پہلے ہی چاہا تھا کہ آپ سے مدد لیں یعنی اس نے

وہ پختہ ساتھی کی طرف دیکھ کر خاموش ہو گئی۔

یہ خوب تپہے بھی کہ جپی ہو، فریدی فشک بھے میں بلا۔

میکن آپ کا رذیق کہ رہا ہے کہ جو کچھ بھی میں کہوں گی آپ

اس پر یقین کرنے کے لیے تیار ہوں گے،

خوب کہاں ہی؟ فریدی سگار سکا تا ہجا بولا کیمرا ابھی تک

اس کے ہاتھ میں تھا یعنی ریوال جیب میں رکھا چکا تھا۔

لیکن، اس کے بچے میں سرت تھی، تو پھر میں اعتماد رکھوں

لتا پ میری عدو کہیں گے؟

حالت پر مغرب ہے؟

اے، اس کے بچے پر پھر ما یوسی کی ہیں جم گیش، وہ تھوڑی

جیتنے کا خاموش رہی پھر بولی، میں یہ نہیں بھی کہ جو سے کوئی

جمم خروہیں ہونے صرف اس یہے کہ میں اچھی خامی شکیں بھاڑتی

رہی ہوں جکیں سنے قانون کی آنکھ میں دھول جبو نکھن کی بھی

کوشش کی ہے،

وہ خاکش ہو گئی یعنی فریدی سفے نظر اٹھا کہ اس کی طرف

دیکھ کی جی خروہت نہ گھی۔ البتہ حمید سوچ رہا تھا کہ قانون کی تکوں

میں دھول جبو نکھنے کا مطلب کیا ہو سکتا ہے۔

وہ کس طرح؟ حمید نے لے لے چکا۔

ایک لمبی قاستان ہے، وہ طویل سالنی سے کہ بولی میکن

مجھے لرچ ہے کہاے میں کہ آپ کو مجھ پر پھر در رحم آئے گا،

مشنے بغیر دی آپ کے لیے ہمہ دی مکھیں کہہ دہاں ہیں۔ حمید

نے کہا۔

مشکلہ؟ اس نے بیان چاری رکھتے ہوئے کہا، کیا آپ یقین

کہیں گے کہیں ایک مترز کرنے سے تعلق رکھتی ہوں۔ میں جواب

کے ملے میں بھی اس پر فریق رکھتا ہے۔

بے وردی سے بچارا کر صوفی میں جکڑ دیتا تھا۔

لیکن اپنا چاہتی ہو، فریدی زور سے گر جائی کہو، اور نہ تپس اوقات

سے بیجی بہر تھیں کا کمیں پولیس کے جلوے کر دوں:

وہ ہم کر خاموش ہو گئی یعنی سرہنی اٹھا۔ حمید کا دل جاہ

گستہ تو فریدی کا چہرہ دھائی دے سکے اور نہ وہ کھڑوی آواز

ہی سن سکے۔

بہر جل عذری دیر بعد وہ راہ پر آئی۔

میں دنیاگی انتہائی بد نصیب عورت ہوں،

میں خوب، فریدی اُسے گھوڑے لے گا۔

میں سفے پہلے ہی چاہا تھا کہ آپ سے مدد لیں یعنی اس نے

وہ پختہ ساتھی کی طرف دیکھ کر خاموش ہو گئی۔

یہ خوب تپہے بھی کہ جپی ہو، فریدی فشک بھے میں بلا۔

میکن آپ کا رذیق کہ رہا ہے کہ جو کچھ بھی میں کہوں گی آپ

اس پر یقین کرنے کے لیے تیار ہوں گے،

خوب کہاں ہی؟ فریدی سگار سکا تا ہجا بولا کیمرا ابھی تک

اس کے ہاتھ میں تھا یعنی ریوال جیب میں رکھا چکا تھا۔

لیکن، اس کے بچے میں سرت تھی، تو پھر میں اعتماد رکھوں

لتا پ میری عدو کہیں گے؟

حالت پر مغرب ہے؟

اے، اس کے بچے پر پھر ما یوسی کی ہیں جم گیش، وہ تھوڑی

جیتنے کا خاموش رہی پھر بولی، میں یہ نہیں بھی کہ جو سے کوئی

جمم خروہیں ہونے صرف اس یہے کہ میں اچھی خامی شکیں بھاڑتی

رہی ہوں جکیں سنے قانون کی آنکھ میں دھول جبو نکھن کی بھی

کوشش کی ہے،

وہ خاکش ہو گئی یعنی فریدی سفے نظر اٹھا کہ اس کی طرف

دیکھ کی جی خروہت نہ گھی۔ البتہ حمید سوچ رہا تھا کہ قانون کی تکوں

میں دھول جبو نکھنے کا مطلب کیا ہو سکتا ہے۔

وہ کس طرح؟ حمید نے لے لے چکا۔

ایک لمبی قاستان ہے، وہ طویل سالنی سے کہ بولی میکن

مجھے لرچ ہے کہاے میں کہ آپ کو مجھ پر پھر در رحم آئے گا،

مشنے بغیر دی آپ کے لیے ہمہ دی مکھیں کہہ دہاں ہیں۔ حمید

نے کہا۔

مشکلہ؟ اس نے بیان چاری رکھتے ہوئے کہا، کیا آپ یقین

کہیں گے کہیں ایک مترز کرنے سے تعلق رکھتی ہوں۔ میں جواب

کے ملے میں بھی اس پر فریق رکھتا ہے۔

بے وردی سے بچارا کر صوفی میں جکڑ دیتا تھا۔

لیکن اپنا چاہتی ہو، فریدی زور سے گر جائی کہو، اور نہ تپس اوقات

سے بیجی بہر تھیں کا کمیں پولیس کے جلوے کر دوں:

وہ



کیوں؟

کیا میں نے کوئی غلط بات کہی تھی؟ اس نے سمجھ دی

کے پوچھا۔

”تکھی نہیں! آپ تو بانسری بجا رہے تھے“

”اوہ! فابا! اس فائز اور اس چیخ نے تھیں غلط باتے پر لگا دیا ہے؟“

”کہیں میں خواب تو نہیں دیکھتا ہوں!“ حمید اپنے سر پر بندھی

ہوئی پھر پہ باتھ پھر تراہ ہوا بولا۔

”فیرا بھی ہم دیں چلتے ہیں وہ فریدی مسکنا مددگار تھا ہماگا۔“

ناقصہ ختم کرنے کے بعد انہوں نے بیاس تبدیل کیا اور اسی عمارت کی طرف چل چکے جہاں بچپنی رات حمید شہزادت کے درجے پر فائز ہوتے ہوئے رہ گیا تھا۔

”علاقت سُنسان پڑی تھی، سب سے پہلے وہ اس کمرے میں چنچے جہاں اپنے بھائیوں کے بیٹے عباشیات میں رکھا پسند کروں گا...“

”وہ دونوں دو چھوٹے چھوٹے کروں سے گزر کر ایک بڑے کمرے میں پہنچے، باس دو کی لوپیں مہونی تھیں۔ فریدی ایک میز کے قریب جاگر رک گیا۔ جس پر سیدھا رور کھا ہوا تھا۔“

”یہ کیا ہے؟“ فریدی نے ریڈیلی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”تر بوز؟“

”دل چپی نہیں سے رہے ہو تاہید تم!“ فریدی مسکرا کر بولا۔ چھوٹے سا تھی اور اس کے ساتھی سے گھنگھا ہوا تھا۔ بھوڑی دیر بعد

نے ریڈیلی کے سامنے والا ڈھنکنا لگا، کہ دیا اور اندر کی میشین کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ اس طرف وہ جوستے جس سے فائز ہوتا ہے اور ادھر یہ دو چھوٹے ہیں... جب یہ تیزی سے گردش کرتے ہوئے ایک دوسرے سے نکلتے ہیں تو چیخ کی آواز پیدا ہوتی ہے۔ کیوں ہے ناشاندار...“

”تیسم کو نایاب تھا، کہ بہت ذہن میں عورت ہے؟“

”کاش آپ سے اس کا جوڑا نگ سکتا“

”کسی وقت تو پانازہن ان لغیات سے خال رکھا کر دو!“ فریدی جھنجلا کر بولا۔

”اس کیسی میں نہیں!“ حمید نے سمجھ دی گئی سے کہا: آپ کی دوسرے مو قسم پر مجھے نصیحت کر سکتے ہیں۔ مجھے ایک عورت نے چوٹ دی ہے۔“

”فریدی بہت ممکن ہے کہ دینا کا لفڑی بدل جائے جسے سیکا میراث کار بے اور آپ جانتے ہیں کہ میں اپنے شکار کر دیتے ہیں کرنا؟“

”دیکھو تھا میں سرکی بھی ذہل ہو رہی ہے!“ فریدی مسکرا بولا۔“

”آخر یہ ہے کیا بلاؤ!“

”بھے سیکا کی ذہانت کا ایک حسین ثبوت۔ پچ پچ دہ شیطان کی بیتھی ہے!“

”یکن میں نے تو منا ہے کہ آپ کی کوئی بھتھی ہی نہیں!“ حمید نے حیرت سے کہا۔

”ٹیک سُناسے تم نے!“ فریدی اٹھا ہوا بولا: آؤ آپ میں تھیں ایک چیز دکھاؤ!“ اس نے صوفے کے ساتھ کٹ مٹھوں کر ایک جگہ کا پکڑا چھاڑ دیا۔ بھر حمید کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔“

”ذرا دیکھنا ہاں اس بنن کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔“

”حید نے جنک کو صوفے کے ساتھ پسکھ ہوئے سوچ پر باتھ رکھے

رکھتی تھی۔ ہوشکتابے کو دو کوئی خداونک آدمی ہوا اور اس طرح اس نے جس سیکا کو خوف زدہ کر کے اس کی سرگرمیوں کو روکنے کی کوشش کی ہو۔ بہر حال میں یہی بچھے پر مجبور ہوں کر جسے سیکا کی حرکت نہیں ہو سکتی؟“ فریدی تھوڑی دیر تک خاکوش رہا پھر بولا۔

”ذرد اپنے داروں کے انچارج کر بلاؤ!“

حید کے جانے کے بعد فریدی پھر لاش کی طرف ہو گیا۔ اس کے لئے پر گھری لیکری اجر آئی تھیں۔ حید جلد واپس آیا۔ پہرے داروں کے انچارج کی بدحواسی قابل دید تھی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے مرد کا ذہشت اس کی روح کی بیادوں کو ضریب میں نگارہ رہا ہو۔“ میں جانتا ہوں کہ تم اس سے لاعلم ہو!“ فریدی زمبابچے میں بولا۔

”یقین کیجئے کہ تم رات بھر ہو شیار رہے ہیں!“

”یعنی اس سے غافل رہے کہ عمارت کا پہنچا ہوا بھی ہوا تھا، خیر یا اس لاش کے پاس پھر دا!“

فریدی اور حید کمرے سے نہل کی آئے۔ وہ دونوں عمارت کے آخری کارے کی طرف بخار رہے تھے۔ بہر حال امیں جلدی وہ جگہ مل گئیں۔ پہنچنے پائے مگر بچپنی رات سے اب تک یاں پہرہ دکا رہا۔ آخر یہ لاش یاں آئیں کس طرح؟“

”حید تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔“

”کیوں؟ کیا آپ ابھی جسے سیکا کی ذہانت کے قصیدے ہیں پڑھ رہے تھے؟“

”جس سیکا...“ فریدی کچھ سوچتا ہوا

جو لات یہے سیکا کی حرکت نہیں ہو سکتی؟“

”یکوں؟“

”خاکہ پر کلاش کو یاں لانے میں کافی دشوار یاں پیش آئیں ہوں گی۔ بہر حال یہ کسی دکسی طرح یاں لائی گئی۔ اگر وہ جس سے سیکا ہوئی تو قریباً سے خال باختہ واپس نہ جائی۔ کم از کم اپنی دیر حیرت انگریز میشین تو یہی گھنی ہوئی۔ نہیں جسے سیکا ہیں ہو سکتی۔ میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں وہ اس طرح کے خطرات مول نہیں لیتی۔ یاں اس لاش کی موجودگی کا ہی مطلب ہو سکتا ہے کہ میں نے یا تو یہیں کو چیخ لیا ہے یا پھر وہی سے سیکا کو خوف زدہ کرنا چاہتا ہے؟“

”آپ کس طرح کہ سکتے ہیں؟“

”خایاں قم۔“ فریدی بھول رہے ہو کر جسے سیکا بھی باقاعدہ دیکھا دیا۔ اور پھر فریدی نے بھی خاموشی اختیار کر لی۔

تقریباً ایک بھنٹے کے بعد عکھٹہ مُرا غرسان کے فنگر پر پٹ سیکش کے ذریعہ بھی وہاں پہنچ گئے۔

فریدی نے پولیس کو ابھی تک ان معاملات کے متعلق ازیرے

وہ دونوں اس کمرے سے نہل کر دوسرا کروں کے چیزوں کا نگرانے لئے جسد کچھ بیڑا دیزیز اور سانقلہ اسراہاتھا اور حملات و سکنات سے جنبلاہ بہت بھی متشرع تھی۔ فریدی اسے بڑھاتا تھا تو وہ رُک جاتا۔ جب فریدی کیسی رُکنا تو حید اس طرح اسے خداونک کے آگے بڑھ جاتا۔

وہ غفتا اس سے فریدی کی تیز نہدہ آواتر کی اور پہنچ کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ فریدی ایک کمرے کا داد دانہ کھرے کھرا تھا۔ حید رُک کیا۔ اسے میں پہنچے بارو دکی لوپیں بھوٹی تھیں۔ فریدی ایک میز کے قریب جاگر رک گیا۔ جس پر سیدھا رور کھا ہوا تھا۔“

”یہ کیا ہے؟“ فریدی نے ریڈیلی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”تر بوز؟“

”دل چپی نہیں سے رہے ہو تاہید تم!“ فریدی مسکرا کر بولا۔

”لے اس صونے کو گھٹر تارہ جس پر جسے سیکا بھی روکی رہی تھی پھر حید کو دیں گھر نے کا اشارہ کر کے کمرے سے چلا گیا۔ حید کھڑا ہوا کہ اس کا انتشار کرتا اسما۔ تقریباً دس منٹ بعد فریدی بلوٹ آیا۔ پھر حید نے اس کو اسی صوفے پر پیٹھتے دیکھا جس پر رات کو جسے سیکا بھی تھی تھی۔“

”حید صاحب تیار ہو جائیے!“ فریدی مسکرا کر بولا۔

”کیس لیے؟“

”دوسری چوٹ نکھاؤ گے!“

”بھگداد اللہ کو تعلی بھوک ہیں!“ حمید پیٹ پر باتھ پھر تراہ ہوا بولا۔

”یکن دوسرا ہے یہ میں قریب ہی کہیں ایک فائز ہوا اور ساقھی کی کی جیخ بھی سُنسانی دی جید بگھل کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔“

”فریدی بھس رہا تھا۔“

”دیکھا تھے؟“

”آخر یہ ہے کیا بلاؤ!“

”بھے سیکا کی ذہانت کا ایک حسین ثبوت۔ پچ پچ دہ شیطان کی بیتھی ہے!“

”یکن میں نے تو منا ہے کہ آپ کی کوئی بھتھی ہی نہیں!“ حمید نے حیرت سے کہا۔

”ٹیک سُناسے تم نے!“ فریدی اٹھا ہوا بولا: آؤ آپ میں تھیں ایک چیز دکھاؤ!“ اس نے صوفے کے ساتھ کٹ مٹھوں کر ایک جگہ کا پکڑا چھاڑ دیا۔ پھر حید کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔“

”ذرا دیکھنا ہاں اس بنن کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔“

”حید نے جنک کو صوفے کے ساتھ پسکھ ہوئے سوچ پر باتھ رکھے

وہ فائز اور جیخ کی آواز پھر سائیڈ میں فریدی کی طرف دیکھنے لگا۔ اب فریدی فرش پر بچا ہوا قائم اٹھا رہا تھا۔

”ادری ویکھو یہ وہ آہستہ سے بڑھتا تھا تو وہ رُک جاتا۔ اور میں سے اس جگہ تک گیا ہے جہاں وہ میں فٹ ہے!“

”مشین!“

”ہاں یہی چیزوں سی میں فٹ ہے میں اپنے عباشیات میں رکھا پسند کروں گا...“

”وہ دونوں دو چھوٹے چھوٹے کروں سے گزر کر ایک بڑے کمرے میں پہنچے بارو دکی لوپیں بھوٹی تھیں۔ فریدی ایک میز کے قریب جاگر رک گیا۔ جس پر سیدھا رور کھا ہوا تھا۔“

”یہ کیا ہے؟“ فریدی نے ریڈیلی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”تیسم کو نایاب تھا، کہ بہت ذہن میں عورت ہے!“

”کاش آپ سے اس کا جوڑا نگ سکتا“

”کسی وقت تو پانازہن ان لغیات سے خال رکھا کر دو!“ فریدی جھنجلا کر بولا۔

”اس کیسی میں نہیں!“ حمید نے سمجھ دی گئی سے کہا: آپ کی دوسرے مو قسم پر مجھے نصیحت کر سکتے ہیں۔ مجھے ایک عورت نے چوٹ دی ہے۔“

”فریدی بہت ممکن ہے کہ دینا کا لفڑی بدل جائے جسے سیکا میراث کار بے اور آپ جانتے ہیں کہ میں اپنے شکار کر دیتے ہیں کرنا؟“

”دیکھو تھا میں سرکی بھی ذہل ہو رہی ہے!“ فریدی مسکرا بولا۔“

”خیر دیکھیے گا!“ حید نے کہا اور تن کر دوسری طرف دیکھنے لگا۔

”تحارے بس کی عورت نہیں حید صاحب!“

”اسی یہے میں آپ کے ساتھ جوڑا لگا رہا تھا!“ حید ہوت سکر کر بولا۔

”خیراب آنی بھی فہیں نہیں!“

”تو کیا آپ مجھے اتنا گھٹیا بھی سمجھتے ہیں کہ میں جسے سیکا پر بھی باقاعدہ

ذوال سکون گا!“

”نہیں تو اضور ڈالو!“ میں نے رکتا تھا بھی خاص آدمی کی تلاش کی جس کی موجودگی دینے کے بعد وہ اسے پہنچان لینے کی بھی ترقی





نہٹ سکا جیمنے کی طرح کمپ کا پخت کر کے اٹھایا بد چارے کی  
بیب مالت تھی۔ غصہ جیمنپ اور مسیاہت کے اعتراض نے اس  
نے چرے کو بڑا ملک خیز نیا دیتا تھا۔

»گون تھا وہ اسپکٹر مجھ کو گھوستا ہوا جہلاتی ہوئی آواز  
ہیں جیسا ہے جس نے میرے پیر دل میں شانگ اٹھائی تھی؟  
»شانگ اٹھائی تھی و کئی تھیز زدہ آوانیں اُٹھائی دیں۔

»ہاں... گون تھا وہ: وہ پھر مجھ کو گھوستے گایا تھی کہ  
بلاہیں پھر وہ تھیزی سے بھے سیکا لڑکا۔  
»آپ کا ہوش غندھل کا اکھالے بنا ہے؟  
»الیسانہ کیے ہے سیکا پھیلی آوازیں بولی؟ آپ شرقی قبیل  
کی توہین کر رہے ہیں؟

»تعلیٰ نام مناسب بات ہے آپ اپنے الفاظ و اپنے بھیجے...  
ایک آدمی نے اسکے پڑو کر کیا۔  
»تو چیز تھے؟ سب اسکراؤ سے گھوستے گا۔  
»تھیرے بات تھی کہیے گا جاب؟ اور...  
»اُرے دار وغیرہ... جی... بیکار بات بڑھانے سے کیا نہ رہا؟

جیونے کیا، پھیلے جانے بھی دیکھیے ہا اور سچر اس کا ہاتھ پکڑ کر ایک  
غزال میز کی طرف سے جاتا ہوا بولا: کیتھل کے ہنگنے سے کیا نہ رہا؟  
جے سیکا حیدر تھیز نکروں سے دیکھو رہی تھی۔

حیدر تھا کہ ہو سکر کر ہو کر اس کے ہو لشتر سے دیکھو رہی تھی  
کھائی پھیلے جانے بھی دیکھیے ہا اور سچر اس کا ہاتھ پکڑ کر ایک  
حیدر تھوڑی دیر تک سب اسکر کر ہو کر اس کے ہو لشتر سے دیکھو رہی تھی۔

جے سیکا حیدر تھیز نکروں سے دیکھو رہی تھی  
جید تھوڑی دیر تک سب اسکر کر ہو کر اس کے ہو لشتر سے دیکھو رہی تھی  
کھائی آڈا جس کی طرف سے جاتا ہوا بولا: کیتھل کے ہنگنے سے کیا نہ رہا؟  
کھائی آڈا جس کی طرف سے جاتا ہوا بولا: کیتھل کے ہنگنے سے کیا نہ رہا؟  
کھائی آڈا جس کی طرف سے جاتا ہوا بولا: کیتھل کے ہنگنے سے کیا نہ رہا؟  
کھائی آڈا جس کی طرف سے جاتا ہوا بولا: کیتھل کے ہنگنے سے کیا نہ رہا؟

آپ کا حیدر اسادقت ملے سکتی ہوں؟ اس نے حیدر سے پوچھا۔  
»اوہ حیرت رکھیے؟ حیدر تھا جس کی طرف سے جاتا ہوا بولا۔  
مریشی، بیشی: اس اسی پلیس واسکے متعلق بات کروں گو۔  
»فڑا یے؟

»کیا کہ رہا تھا؟  
»وہی جو عڑایا لوگ کہا کرتے ہیں وہ حیدر بے پرواٹی سے بولا۔  
»میرا ہنادخن ہے، جے سیکا لضطر باندازان میں بولی۔ اب  
مزروع تھا کہ زندگی سے دلوں کو دفعہ دیا۔

»کاش قم اتنی حسین بھی ہوئیں؟  
»ما تھا اورہہ اخدا ہو۔  
»پھر ہیں تھا لادل ہیں توڑوں گا، حیدر اپنے دلوں پا تو اخدا  
ہو ہو ہو۔

»تم نے یہ حکت کیوں کی تھی؟ جے سیکا نے پوچھا۔  
»اُر قم ہیت نیلوں حسین بھر تیں تو ری بھی تباہیا، حیدر بے پرواٹی  
سے بولا۔

»میں تھیں اسی خالت میں پلیس کے جو لے کر سکتی ہوں؟  
»کیوں؟ میں نے کیا کیا ہے؟ حیدر نے محضہ میت سے پوچھا۔  
»اوہ ہو، اتنے بھوے؟ جے سیکا ہنس پڑی پھر بخوبی ہو کر بولی۔  
»مجھے اس کی وجہ تباہی درد نہیں میں بھی پلیس کر فون کرنی ہوں؟  
»اوہ اس طرح قم میری حیب سے دو ریو اور بیاند کرالی۔

»میں بھاہیں؟  
»اوہ کیفے میرے نا؟  
»اوہ بھری خوش ہوتی؟  
»یعنی میرا خیال ہے کہ میں نہ اس سے پہلے آپ کریاں بھی ہیں  
دیکھا بھے سیکا نے کہا۔

»میں اس شہری میں اجنبی ہوں؟  
»خوب تھا تو آپ میری مدرس سکتے ہیں؟ جے سیکا پر خیال  
اندازیں بولی۔

»وفیہ: میں حاضر ہوں؟  
»میباں ہیں وعہ اٹھتی ہوئی بلہ میرے ساتھ آئے آپ کا  
کنافیں آجائے گا؟

»وہ دو فل ایکھلیں اور قم تاکیں لبڑی سے گزر کر لیکر جیلنے  
تشریف رکیے جے سیکا ایک لڑکی کی ہفت اشارہ کر کے بولی۔

پھر قم دیر تک خاوشی رہی، حیدر ارم گری پریم درانجے سیکا کے گزار  
جس کے پیچے خود دا جانہ سے سہا تھا۔ دفعہ اس کی ہرف بڑی اس  
کے داہنے پا تھیں یہ میکر اکر بولی۔ ہیں جب شرکت نے میز و سرپرست  
ما تھا اور اٹھاں تو یہ حیرت میکرا کر گیا۔ دیے قم بی اپنے

بیسکی ہی حدم ہوئی ہو۔  
»قہناس سب اسکر کر گذا کر اس کے ہو لشتر سے دیو الکیوں  
پھلا تھا؟

»اوہ قم بھی دیکھو رہی تھیں؟ حیدر حیرت سے بولا۔  
جے سیکا ہنس پڑی۔

»اوہ حیرت کے ہو لشتر میں میرا ایک وزنی ایش روئے دا لیا،  
مجھے انکار کر رہیں، حیدر سکرا یا یہ دیکھو۔ میرا وہ  
ما تھا اور پاٹھانہ رکھو یہ جے سیکا اگرچہ کر بولی۔

»تحاری آڈا جس کی طرف سے کھائی کے ہنگنے سے کیا نہ رہا؟  
»کاش قم اتنی حسین بھی ہوئیں؟ حیدر خندی سانس نے رہ بولا۔

»اوہ حیرت رکھیے؟ حیدر تھا جس کی طرف سے جاتا ہوا بولا۔  
مریشی، بیشی: اس اسی پلیس واسکے متعلق بات کروں گو۔  
»فڑا یے؟

»کیا کہ رہا تھا؟  
»وہی جو عڑایا لوگ کہا کرتے ہیں وہ حیدر بے پرواٹی سے بولا۔  
»میرا ہنادخن ہے، جے سیکا لضطر باندازان میں بولی۔ اب  
مزروع تھا کہ زندگی سے دلوں کو دفعہ دیا۔

»تم نے یہ حکت کیوں کی تھی؟ جے سیکا نے پوچھا۔  
»اوہ قم ہیت نیلوں حسین بھر تیں تو ری بھی تباہیا، حیدر بے پرواٹی  
سے بولا۔

»میں تھیں اسی خالت میں پلیس کے جو لے کر سکتی ہوں؟  
»کیوں؟ میں نے کیا کیا ہے؟ حیدر نے محضہ میت سے پوچھا۔  
»اوہ ہو، اتنے بھوے؟ جے سیکا ہنس پڑی پھر بخوبی ہو کر بولی۔

»مجھے اس کی وجہ تباہی درد نہیں میں بھی پلیس کر فون کرنی ہوں؟  
»اوہ اس طرح قم میری حیب سے دو ریو اور بیاند کرالی۔

»میں بھاہیں؟  
»اوہ کیفے میرے نا؟  
»اوہ بھری خوش ہوتی؟  
»یعنی میرا خیال ہے کہ میں نہ اس سے پہلے آپ کریاں بھی ہیں  
دیکھا بھے سیکا نے کہا۔

»ابھی تو کچھ بھی نہیں بکن خاید تم صح کے اخباریں اسی بانچ پر کھٹکیں  
پڑھوادیں محدود کر کے فروڑ چک جاؤ گی کہ اس کا ملکاری دیو الکاری کا تھیں دبابر  
پا گائی۔

»اُنہوں بھے سیکا کا نیکس جسے چل گئیں وہ تھوڑی دیر تک غلوٹوں پر بھر  
بلد: میکن تم بھے یہ سب کچ کیوں تباہت ہو؟  
»مجھے بیکن ہے کہ کم و دنیں ہم پیشی ہیں؟

»بھوکاں ہے؟  
»اوہ... ایکا تم... مجھے اپنے پستول کا لائسنس دکھا سکتی؟  
»کیمیں ہیں؟

»جھوٹ مٹت بولو! ہمیڈ بھوڑ سکوڑ کر بولا: میری حدودات مبتدا  
ہیں میں اپنی طرح جانتا ہوں کہ اس شہر میں صرف تین عمد کوں سکپس پتھل  
کا لائسنس بے اوس مالا جملہ شیش ان یہ سے نہیں؟

»تم قم توہنے کے قلم اس شہر میں اجنبی ہو؟  
»جس کی صیلت سے کوئی داقت نہ ہو اسے اجنبی بھی کہا جائے گا۔

»جس اپنے پائیں ہیں تباہ کو جتنا ہو بالا۔  
»حصہ تھی دیر تک پھر خاموشی رہی، پھر حمید خود سمجھو بڑا نے مکا جب  
جیب بکل ہو جائے تو قتل بھی کر سکتے ہیں؟

»تو قم قاتل بھی ہو بھئے سیکا بدل۔  
»ابھی تک توہنیں تھا بیکن آج رات... میں ہزار دوپ پتھوٹھنیں تھیں  
اوہ اس قل کو خود کش ثابت کرنے کے لیے متعول ہی کاریو اور اسٹھل کو رکھے  
آخر کیوں؟ قل کی وجہ بھی میں ہزار دوپ پتھوٹھنیں تھے کوئی نہ گئی؟

»جو حقیقی کرائے گا؟  
»کون؟  
»کون؟

»تم میری بھی ہیں ہو کر سب کچ کیا دوادوں؟ حمید بکل کر بولا.  
»ہو بھئے! تم یہاں سے تھوڑ کریوں میں جاؤ گے جے سیکا سمجھیں گے۔

»دیہیں جسے سیکا امیری جان؟  
»کیا بھے سیکا اچھن کر دو قدم دیجیے ہتھی بھیں قبل اس کے کوہہ بلاذ  
کے گریاں سے دو بارہ پستول کا نکالی حیدر نے اس کے دل کا تھا پکڑیے۔  
»پستول کی ضرورت نہیں؟ حمید نہیں کر بولا: تھا ایک نظری کافی ہے۔

»چھوڑ دیجیے بھوڑ زور لگانے کیں۔  
»کیا تھوڑ سے ہی جاٹیں گا؟ حمید نکایت ایمیز بھی میں بولا۔

»میں شور جاتی ہوں؟  
»لا جوں دلا ترہ، حمید مٹنے کا رکورڈ غورت چلے جتنا بڑا جائے گرہت  
ہی بھی گی جسیکا کو شور جانے کی دمکی یتھے تھے تھر آن چاہیئے۔

»تم کون ہو؟ وہ حمید کا نکھوں میں بھیتی ہوئی بولی۔ فرمیں نے حمید کے



”لے کیوں لائے ہو وہ حمید کی ہرف مٹا۔  
”کیوں ہے حمید کے بچے میں حیرت تھی۔  
”کسولو با تھا۔ فریدی کے بچے میں سخت تھی  
عینہ نے گردن جھٹک کر جے سیکا کے ہاتھ کھونے تردی کر دی۔  
”بھائی چاہے یہ فریدی نے جے سیکا سے کہا۔  
”ارے ... سے یہ بچے سیکا ہے ”Hamid بوكھدا کر بولا۔  
”یہ جانتا ہوں یہ فریدی نے کہا ”اور یہ بھی جانتا ہوں کہ یہ کیا  
پاہتی ہے ۔  
”جے سیکا نامہش کھڑی رہی ”کیا چاہتی ہے اے حمید نے پوچھا۔  
”کلاسی کا ہغا یہ فریدی سگار سکھاتا ہوا بوا اس پر پوپس کا  
تھوڑا نے سے پہنچا ہی اُسے ان لوگوں کے قبضے سے نکال لے جانا  
پاہتی ہے تاکہ اس کے عوض اس کے ماںوں سے تین لاکھ روپے  
مال کر سکے یہ  
”اور اسی لیے آپ اسے نکل جانے کا موقع دے رہے ہیں۔  
”Hamid کے بچے میں تلمذی تھی۔  
”جے سیکا میں تھی متنی مجھوں پر ہاتھ دا شایدی شان کے خلاف  
ہے یہ فریدی نے کہا۔  
”خواہ وہ سر ہی کیوں نہ پھاڑ دیں یہ حمید نے جھنجڑا کر کہا۔  
”وہ میرے ساتھی کی حرکت تھی یہ بچے سیکا اہستہ سے بولی۔  
”مجنہے ساتھی کا فائل شیر سنگھڑے یہ فریدی نے جے سیکا  
لہرف دیکھا کر کہا۔  
”جسے مددوہ ہوا کیا ہے  
”کوئی شیر نہ ہوا ”Hamid نے پوچھا۔  
”وہی جس کے لیے ڈیجیوں کی صفائی کرو کر لی تھی یہ فریدی  
لندن کے بولا پھر ہے سیکا کی ہرف دیکھا اور اپنے چھپا ڈیکھا تھا سے چھاٹی  
تھیں قیس یہ  
”جی ہمیں یہ جے سیکا بولی ”میں نے اس کے متعلق ہلفت  
نہ کھا تھا کہ وہ اسی شہر میں مقام ہے ان کے پہنچے پہنچنی موجیں  
ہیں اور ادیری بونٹ پر بہراہ کے دو ہیں جن میں ایک سیاہ ہے  
اور دوسرے سفید ہے  
”اور اسی تھوں کے لیے تمہوں نے ہاف کیا کہ تھیں؟“  
”جے سیکا نے گردن جبکاں  
”میرا سر چاہنے ہے جے سیکا سمجھیں گے سے جس۔  
فریدی کو ٹھوڑے نے لکھا۔

”کو دو یہ تجید نہ پڑے پر واثی سے کہا۔  
چے سیکا شاید چکپا رہی تھی۔ ورنہ حمید نے جھٹکا مارا اور دوسرے  
لئے میں پستھل اس کے پاتھ میں تھا جسے سیکا اس سے پٹھ پڑی۔  
یعنی حمید نے پستھل کو دو کہیں اندر ہیرے میں چینک دیا۔  
پھر تھوڑی دیر بعد وہ اس نے دونوں ہاتھ ٹھانی سے اس کی  
پشت پر جکڑ لے تھا۔ کارچل پڑی۔ چے سیکا چکپی سیٹ پر پڑی پولی اپنے  
نام اینچھو نہیں بچے میں حمید کو گایاں دے رہی تھی:  
”اب میں متحارے کباب تھوں گا۔ حمید بولا۔ سار جب حمید  
کے سر پر تھوڑا مار کر بچ نکلا آسان کام نہیں۔ میرا زخم اس وقت  
بھی دکھل پڑا۔ شاید میک اب کے پیچے سڑ جو گیا ہو یہ  
چے سیکا تھوڑی دیر تک خاموش رہی چہرے پولی۔ اگر تم سار فٹ  
مید بتوڑیں بھیں بہت عمر میں سے چاہتی ہوں۔ تم ہمیشہ میرے  
دوابوں میں رہے جو... میں نے تھیں پوچھا ہے“  
”میں بھی تھیں پوچھوں گا۔ گھراوٹ نہیں۔ حمید نے سجدگی سے کہا۔  
”مگر تم بے دل و اور ظالم ہو یہ چے سیکا مندا کر رہی۔  
”نہیں میں خواجہ میر داد ہوں۔ میرا ایک شعر سنو!  
”دھول دھپا اس سرہانان کا شیوه نہیں  
بھی کر جائے تو غالب پیش دتی ایک دن  
لے رہے میرے باخوبیوں نے، چے سیکا مندا کر رہی۔  
”فخر ملت کرو بھائے ٹوٹے باخوبیوں بیاد گا۔ اپنے الہم میں  
لکھوں گا۔“  
”دارے سے ظافم!“  
”ظالم نہیں فاتح تخلص کرتا ہوں۔ دوسرے شعر سنو  
کعبہ جاؤ گے اسی منزہ سے جواب غالب  
وہ اُنکے پانہ حمد کے رکھا ہے جو مالیں پچھلے  
لکھوں گا۔“  
”نہیں ام اب بھی تھوڑی نہیں۔ جیسی نہیں۔ کنوں کی پنکھوں یوں  
لمرح۔ چے سیکا بے بسی سے بڑے بڑے۔  
”نہیں ام اب بھی تھوڑی نہیں۔ دن کی پریستہ نہ ہو مری جان...“  
سیدا سے پور شکوہ کی ترف دھکا دیتا ہو اجوہلا۔  
فریہی کہیں جائے کیتے تباہ بھاہتے سیکا لو اس حادث میں  
احکماں کے جزوں پر لیکن خیف ہی خیف بہت بزرگ ہے جو دارہ جوں یعنی  
دوسرا سے جو بھگے ہیں وہ پھر سمجھیدا نہ ملتے گا۔

”غور میں عجیشہ بڑے نہ تھے ترچھے رہتے، ختارت کرنے میں معا  
مقصد: دوسری طرح بھی پُردا جو سکتا تھا۔  
”میں غمیں سمجھی۔“  
”اوو... لیکن مجھے احمد کیوں سمجھتی ہو؟ تمدنے کھڑو دے لئے  
میں کہا۔ میں سب کچھ سمجھ لیا ہوں اور یہ بات ابھی میری سمجھ میں آئی۔“  
میں نے فائزہ کرنے والے کی جدید دلیکھی تھی اس کی سوچیں جو تھیں  
اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ میک گونجی روکی اس کے قبفے میں ہے۔  
”تم کس طرح جانتے ہو یہ سیدنا افضل پڑی۔“  
”جب طرح تم جانتی تھیں، مگر تم نے مجھے پہلے بتایا ہوتا تو مگر مجھے  
بھی پہلے بتائیں۔“  
”تم جانتے ہو؟“  
”بال میری جان! تم صرف عورت ہوئی ہاتا ہوں کریں اسکا دل  
لیندہ بارڈ کا اپنی لیم یو کیسا بنتا اور جسی ہے جو جانتا ہوئا کہ تم نے خدا را  
میک اپ کر رکھا ہے۔ جو نیچی نلا دل کے میک اپ پہلی شہر کے کپڑوں کا  
پیسہ نیکٹ سکا کر میں میک اپ کیا گیا ہے۔ اگر تم پہلے سے جانتی  
تو میں اس بڑی منیچھوڑے کا میک اپ کر لیتا اور چھر غرہیلی ہے۔“  
تصویرِ تیار ہو جاتی جس سے ذریعے تھیں دولت پیدا کرنی ہے،  
جسے سیدنا کا لچھہ ہے۔ وہ کچھ سوچ رہی تھی۔ دفعتہ احمد نے  
خیس کیا جیسے کہ فی سخت سی چیز اس کے باہم پیسوں سیچھوڑی کو  
اڑکا۔ پھر وہ اور نہ کوئی مارڈوں کی وجہ سے سیدنا کے بھی میں سختی  
تھی۔ چھر حمید کو پہنچنے میں کوئی دشواری نہ ہوئی لہ پیسوں سیچھنے والی چیز  
پستول کی نال تھی۔  
”جنہم میں جاؤ! مجھے کیا کرنا ہے اس نے کاہرہ دی۔“  
”تم کون ہو؟“  
”میک اپنے پوتھا ہوئے سکونٹ سکونٹ کر بولا۔ جاؤ! یہ پستول و ستوں  
مجھے شوہر پلے والی چیزوں سے لفڑت ہے میں تو کلا کھونٹ کر  
ماتتا ہوں۔“  
”اور تم اپنے فریدی یا سا بنت حمید ہو یہ جسے سیدنا کے بھی میں  
نہ بڑی ملنے تھا۔“  
حمد! اس فیکر پر بوکھاری۔ لیکن اس نے کسی طرح کی پر نشان  
نہ کرنا نہ بننے دی۔  
”ہمیں اسی شہزادہ بہری اپنے دو اٹھ و اٹھنے... اور  
بھی میں تھیں۔ بندوستانی تھی پلا دل کا تھی۔ نے یہ کہ کر کاہرہ دی۔  
”چھو اور نہ فائزہ کر دیں گی۔“

اد. وہ بھی اس سارے میں مجب مبتدا تھا۔ قاصہ بے خوبی کے زمانے کی محرومیت سے بھی زیادہ ذمہ دار نہیں۔

”تمدک کے لیے تنگ مبتدا تھا جبکہ سیکا ایک بھائے اور اپنے دو توں ایسا بولوں نا۔ تمددا نت پر دامت جما کر منٹا۔

چھڑا تھا خاموشی سے مُر رہا۔ با ایک جگہ اچانک جبکہ سیکا نے کارروائی کوئی تھا۔ کوئی تعاقب کر رہا ہے یا وہ تیکھے مذکور دیکھی سوئی بولی میں بڑی دیر سے محسوس کر رہی ہے۔

حمدید نے صڑک رکھ کر دیکھا۔ وہ کسی کام نہ ہے۔ بیٹھنے کیلئے دے رہی تھیں۔ رہاں سان تھی آنے والی کامی رفت۔ زیادہ تھا نہیں تھا۔

”انجمن پند کر دو۔“ نمید آبستہ سے بودا جبکہ سیکا نے بے چول جپڑا تھیں کی۔ حمید تھی سے تھے اتر لے انجمن پر اس طرح جمع ہے۔ جبکہ اس میں کوئی غربی واقعہ ہو گئی ہے۔ جیسے ہی دو کامیابی کے قریب سے گز بیک فائٹہ جوا اور ساتھ تھی بے سیکا کی ایسی سرگزی دی۔

پھر دوسری فاٹر ٹھوڑا ایکن حمید صحاون پر جمع ہے۔ اپنے ہاتھ میں پہ رعنہ سے وہ گیا تھا کارکی عقبی سُرخ روشنی دوڑا۔ حمید سے میں چیک ہی تھی۔

جسے سیکا پہنچا کر نیچے کو دیتی۔

”اپسے تو یہ اپنے زندہ ہوتا ہے۔ میہا انتہا ٹھوڑا جو۔“

اوہہہ۔ اوہہہ۔۔۔ جبکہ سیکا کی آواز کلپا۔ ہی تھی۔

”میں تو شاید ہمیں جوں۔۔۔ پتہ نہیں۔۔۔ نیک ہیں بہ سما۔۔۔“

”کمال ملی۔۔۔“

”دل میں۔۔۔ بُٹے۔۔۔“

حمدید نے پہنچنے سے سینہ بُٹے بنھال لیا۔ لیکن جسے سیکا بھی تھا۔

نیچے ہی کھڑی ٹھوٹی شاید رہے کھوڑ۔ ہی تھی۔

”کیا تمہاری ملیئی۔ حمید جنبدارہ بولا۔۔۔ میخوں بھی۔۔۔“

جس سیکا اس کے برابر بیٹھ گئی۔ لیکن وہ خاموش تھی۔ حمید نے اسراہت کر دی۔

”والپس چلو۔۔۔ وہ آبستہ ہے بوف۔۔۔“

”جو نہیں۔۔۔ میں نے اس نامعلوم آڑی کا چیلنج قبول کر لیا ہے۔۔۔“

”میں والپس۔۔۔“

جوہت۔ حمید نے تکلیف نہیں میں اپنا اور جسے سیکا ایک ٹھوٹی سیکی کے ساتھ اس کے شناسنے سے نہ کئی تھی۔۔۔

”ابو جو جو آڑی مونچ دو۔۔۔“ حمید نے پڑھا۔

”شہید بام۔۔۔ وہ آبستہ ہے بُٹے۔۔۔“ اپنے کارکی تھا۔۔۔ پہنچے سے بُٹت زیادہ تھا۔۔۔ جو تھی۔ حمید نے پٹھی ہارکی۔۔۔ اپنے ایک آنے رکھی۔

”جاو...“ فریدی بے سیکا کی طرف دیکھ کر بولا ”یہ کن ان تین لائخ روپوں کا خیال دل سے نکال قبضہ مس مالا کی حیثیت سے باعثت زندگی بھی بسر کر سکتی ہو۔ فریدی سے الجنا عنور توں کے بس کاروگ نہیں“  
”مجھے شرمندی ہے، یہ بے سیکا صحتی ہوئی بولی۔  
اس کے پڑے جانکے بعد حمید دیر تک فریدی کو گھوٹا تارہ۔  
”کیا بات ہے؟“

”کچھ نہیں، حمید مایوسی سے سر ہلاکر بولا“ میں سوچ رہا تھا کہ آپ جھکے بھی تو ایک محمرکی طرف؟  
”ابھی پتے ہوئے؟“

”بڑھا پا آپ ہی کوبارک ہو“ حمید منہ سکون کر بولا۔ یہ کیا میں اس وقت کی مصلحت کے متعلق کچھ معلوم کر سکتا ہوں“  
”ہوں۔ اول“ فریدی اس کے لئے میں نکلا ہوا کیرو انارستہ ہے  
”بلا۔ خود ہی چھوڑ گئی۔ سمجھدا عورت ہے“  
”تھوڑی دیر تک کمربے کر اگٹ پلت کر دیکھتا ہا پھر اسے میز پر لکھ کر کھڑا ہو گیا۔  
”چلو اٹھو یا؟“

”کیا؟“  
”شیر سنگھ اور اس کے ساقیوں کی گرفتاری کے لیے“  
”وہ ہیں کیا؟“

”دیجانا اُس وقت تھیں جسے سیکا سے جاہی تھی“  
”دیاپ کو کیسے معلوم ہوا؟“ حمید نے حیرت سے کہا۔  
”جو کام میں تم سے لینا چاہتا تھا وہ چھر دسروں سے لیا پڑا۔ آخر ہے سیکا سے مل بیٹھنے کی کافروں تھی“  
”تو نقصان کا یہوا؟“

”اگر تھیں نقصان کا بھی احساس نہیں تو تم دکوڑی کے آدمی ہو یا؟“

”آخر چھوڑا کیا؟“  
”ماہی معلوم ہو جائے گا میں نے جاہاتھا کہ تم صرف جسے سیکا کے تیچھے لگ کر اس کی مشغولیات کا جائزہ لو۔ ظاہر ہے کہ وہ شیر سنگھ کا تلاش میں تھی۔ لہذا ہم سقوطے وقت میں اس کی جانفشاںوں سے فائدہ اٹھا سکتے تھے لیکن تھیں تو بس ایک عورت چاہیے خراہ وہ کوئی ہو“

”ارے تو میں نے کون سی غلطی کی؟“  
”لیقون اوقات۔“  
”اور آپ ہنسنے کوں سا بڑا تیر مارا؟“ حمید منہ بن گر بولا۔ اس

## دلی کا واقعہ

محمد اعظم نے ۲۰.۷ خریدا جس کی گارنٹی ایک سال کی تھی۔ جب بھی ۲۰.۷ بگلا محمد اعظم نے لمبی کوفن کیا، ملکینک آیا اور درست کر گیا۔

ایک سال بعد خراب ہوا تو اپنے علاقے کے ملکینک سے بجوعِ حکم ناپڑا۔ ملکینک نے تین روپے فیس جمع کرائی، شام کو آیا ۲۰.۷ دیکھا، ایڈینا گھایا اور چلا گیا۔ ۲۰.۷ کام کرنے لگا۔ ہر چینے میں ایک دوبار ایسا ہوتا رہا۔ ایک روز محمد اعظم نے ایک دوکان پر ۲۰.۷ گائیڈ نامی تکابد کھی دیکھی، دس روپے میں خریدی۔ ۰۷ ہاتھ معلوم بواک / ۷۵٪ ۰.۷ کی خرابی صرف انٹینکی خرابی سے ہوتی ہے۔ آخر میں کتاب والا کا جھایہ ہوا کفر ۲۰.۷ گائیڈ کا بھی اشتہار دیکھا، محمد اعظم نے کفر ۲۰.۷ کا نہ کر بھی تیس روپے میں خرید لیا اور اسے پوری وجہ سے کھنکی تھی بار پڑھا۔ بہت سی باتیں معلوم ہوئیں۔ تو محمد اعظم نے ہمت کر کے ہمت کا سامان جو ۲۰.۷ کوچک کرنے میں مدد دیتا ہے ستھر روپے میں خرید لیا۔ اپنے ۰.۷ پر ہی بہلا کام کیا اور کامیاب رہا۔ ہمت بڑھی۔ پڑھوں کے لوگوں کے ۰.۷ بھی درست کئے اور تین چینے میں خود پر بھروسہ کرنے لگا۔ ایک دن دیکھا۔ محمد اعظم کے گھر پر بورڈ لگا تھا:

کلکرو بليک ايئنڈ وائٹ ۰.۷ ريمپير ماكس  
ملئے کا وقت صبح ۰ سے ۹ بجے تک شام چھبیسے کے بعد اس طرح محمد اعظم نے اپنے بے پارٹ ٹائم درک ماحصل کر کے اپنی آسمانی بھی بڑھائی اور اپنے ۰.۷ کی ہمت فیس سے بھی بچ گیا۔ ہر دو انسان جوار دو پڑھا جانتا ہوا اور ۰.۷ سے دیپی رکھتا ہو۔ ۰.۷ گائیڈ اور کھنکی دی کر جھا ملکینک بن سکتا ہے۔  
رام کوشن اگر دوال

فریدی کہہ رہا تھا، ”پس شبہ ہو گیا ہے کہ جسے سیکا ان کی قیام گاہ سے داقت ہو گئی ہے۔ درندہ خواہ مخواہ تم دونوں پر گریاں نہ چلاتے“  
”تو بتائیے اب میں کیا کروں؟“ حمید نے سمجھی گئی سے کہا۔ ملکینک دل بُری طرح ٹوٹ گیا اور اب میں سوچ رہا ہوں کہ خوبشی کے بجائے شادی کروں؟“

”اس کے عدوہ کچھ اور بھی رہتا ہے ذہن میں“  
”کیوں نہیں بچوں کی ایک شاندار تھیم، بچوں کی والدہ محترم کا یادان اور اس کا سارا یادان... کہتے ہیں کہیں کیا بھوکن کے سُلیل کا تھا بھی پیارا تھا“  
”دامنِ مت چالو“

”آپ نے میرا دل توڑا ہے میں آپ کا دماغ چاؤں گا“  
”میں نے کیوں توڑا ہے؟“

”انتہے دونوں تک جھک ماتا رہا۔ اتنا بڑا خطرہ مولے کر جسے سیکا کو بچانا اس تمام کیا ملا دبی ملائیں ملائیں فتن ایک تعلقیں جمہد بھی زبان سے نہیں سکا۔“

”محخارے اس کمال کا خرچ سے مُعرف ہوں“ فریدی بولا۔  
”تم واقعی عورتوں کو بچانے میں اپنا جذبہ نہیں رکھتے یہ کن یہ کوئی ایسا باعذت مشغد نہیں کہ اس کی تعریف کی جائے؟“

فریدی نے کار درک دی اور دونوں اڑ کر ایک طرف پیدل چلنے لگا۔ پہاں ڈوڑتک دریہ مکانز کی قطایریں تھیں۔ وہ دونوں تاریخی میں غائب ہے اور چھران کی کار کے عقب سے ایک تاریک سایہ اجھر کر آہستہ آہستہ اسی طرف رینگھے لگا جدھر دو نوں گئے۔ فریدی اور حمیدی تعاقب کرنے والے سے بے خراگے بڑھتے ہے۔

ایک کافی طویل و غریب سینک تاریک عمارت کے قریب پیچ کر دوں ڈنر ملک گئے۔ سایہ اُن کا تعاقب ختم کر کے دُسری طرف چل گی۔ پری عمارت تاریک تھی کسی روشنگان یا کمر کی میں رفت بار بھی روشنی نہیں دکھانی دے رہی تھی۔ دونوں نے لکھنے ہوئے پھانک سے گزر کر پائیں

باغ طے کیا اور پوری میکو کے قریب والی بندی کی باڑھ کی اوٹ میں دیکھ گئے۔ پھر فریدی نے ایک پتھر اٹھا کر ایک کھڑکی پر ملا۔ شیشے ڈیکھنے کی آزار اُنی اور پیر سنگین فرش پر گرا۔ اس کے بعد فریدی نے پھر لاتھاہی سنتا۔ دس پندرہ منٹ گورنے کے بعد فریدی نے پھر وہی حرکت ڈھرائی۔ یہ کوئی خاص نیجہ برآمد نہ ہوا۔ سو اسے اس کے کشیشور کل جھنکار اور پتھر کی آواز سے کسی درخت پر شیخ ہوئے تو اس کی آواز بھی اپنی چند جیزوں میں سے تھی۔ جس سے حمید کی روح عموماً فنا ہونے لگتی تھی۔

تے یہ بھی تو نہ پوچھ سکے کہ وہ کلاوٹی کے ماعوں سے تین لاکھ روپے کس طرح حاصل کرتی؟

”غیر ضروری بالوں میں پیچنا میرا کام نہیں اور پھر یہ کوئی دلچسپی بات نہیں۔ اس نے تین لاکھ روپے کے تمام کا اعلان کیا تھا۔ کوئی بھی کلاوٹی کو اس تک پہنچا کر یہ تمام حاصل کر سکتا ہے“

”تو گویا اب آپ اس کے صحی ہیں؟“  
”جی ہیں؛ مجھے اس کا خیال بھی نہیں اور نہ کافی وائے کیس سے دل چپی مجھے تو ایک ایسے عادی مجرم کو تپڑتا ہے جو کئی خون کرنے کے باوجود بھی اب تک پہلیں کی گرفت سے پچار ہاہے؟“

”کون اور ہی شیر سنگھ؟“  
”جناب!“

”اور آپ اس کی قیام گاہ سے داقت ہو گئے ہیں؟“  
”بے سیکا کی بدولت“ فریدی بھجا ہوا سگار سگارا ہوا۔  
”بہر حال اس بارہ میں کوبلس بننا پڑتے گا“ حمید بولا۔ پھر تھہرہستان کی تلاش میں پیچ گئے امریکا۔

”ایسا تو نہیں ہوا۔ شیر سنگھ کی تھیت شروع ہی سے ہے“  
”سامنے رہی ہے یہ اوبیات ہے کہ ہم اس کا نام نہ جانتے رہے ہوں۔ ایسا باعذت مشغد نہیں کہ اس کی تعریف کی جائے؟“  
”فاہر ہے کہ جسے سیکا کو اسی کی تلاش تھی اے؟“

”یہ کون یہ شیر سنگھ ہے کون؟“ کوئی مشہور اور میں تو نہیں معلوم ہے؟“  
”مشہور تو نہیں یہ کون خنزار ہے اس کے جانکم پر پیدا ہے“  
”ہوتا تو مشہور کی بستا۔ بالوں میں وقت نہ صانع کر دے چیو اٹھو؟“  
”اسی خلیے میں“ حمید لے گز چھا۔

”نہیں اب میک آپ کی فردیت نہیں بہت ممکن ہے کہ ان لوگوں نے تھیں جسے سیکا کے ساتھ دیکھا ہو؟“  
”حید نے تھوڑی دیر قبل کا واقعہ دہرا یا۔“

”تو تم اب تک کیوں خاموشی رہتے تھے؟“ فریدی جھنگلا کر بولا۔  
”سب جو پٹ کر دیا تم نے؟“  
”مکیں...؟“

”میرا جیا ہے کہ جو جم پھر را تھے سے لیا۔ اب میں پہلیں کی مدد لینا مناسب نہیں اسجھا چلوا ٹھو؟“

فریدی نے حمید کو لیبا ریڑی میں لے جا کر اس کا میک اپ بگار دیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کینڈلاک سُننان سڑکوں پر دوڑ رہی تھی۔ بارہ نج رہتے تھے اور شہر کی مہنگام پر در غما پر آہستہ آہستہ اصم ال طاری ہوتا جا رہا تھا۔

”بجھے تو قعہ نہیں کرو یوگ اب اس عمارت میں موجود ہوں۔“

چیل بول رہی ہے شاید "جیداہستے سے بولا۔  
میرا جبرا بھائی ہے "فریدی نے کہا۔

"پہنیں... حبیث... آپ تربی دیر سے خاؤش ہیں؛  
چھوڑ دہنیں کوئی نہیں۔ میرا خیالِ صمکت تھا۔ یہ عمارت اب  
دیکھ بھی۔

"مگر... وہ کیا... اور پر دیکھے؟ یہ بیک حید بولا۔  
اپنے کی منزل کی ایک کفر کی سے کہنی آمد ہے۔ ہر کھنچے کھوف  
جانکر رہا تھا۔ وہ فرنٹ لائے آس کے منظر میں اس کا سارا اور ثانی  
حافت نظر رہے تھے۔

"ماوجہ... "فریدی آہستہ سے بولا۔ چل دیت جاؤ چپ پوچ:

وہ زین پر لیٹ کر سینے کے بل پر شکو کی طرف دیکھنے لگا۔  
بیکھڑے میں پیچ کر دنوں سالن سینے کے بے کے انہے  
کبی قسم کی کوئی آہستہ نہیں۔ فریدی نے آگے بڑھ کر وہ غانے کو بھلا  
سادھا رہا۔ جو بغیر کسی آواز کے کھل گیا۔ پھر وہ دب سپاٹیں بیکھڑک  
ناہ جاری سے اُور رہے تھے۔ اچانک فریدی رُک گیا۔ ایسا معلوم ہے  
ہمچنانچہ وہ کچھ سنت کی کرشش کر رہا ہے۔

وہ قفا ایک تیز قسم کی لسوائی چیخ سنائی دی جو بندی سچ گئی  
گئی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا یہ کسی نے کبی عدت کا ملکہ گھونٹ دیا ہو  
آواز کیں۔ فریدی ہی سے آئی تھی۔

فریدی تیزی سے ایک طرف چپا۔ جید نہ دیا اور نکال لیا  
تھا اس کے بائیں ساتھ میں مارٹھ تھی۔ جید کافی چھپے رہ گیا۔  
اس کے باقی تھیں مارٹھ ضرور تھی میک وہ بکھل دیتیں ہیں۔ یہ جعل  
گیا تھا کہ ملائیخ اندر ہرے ہی کے یہے ہوتی ہے وہ بھکڑا رہا اچانک  
پندرہ روزہ کے شیشیوں سے ہڈم سی روشنی دکھانی دی جید تیزی  
سے چھٹا۔ یہ روشنی فریدی کی مارٹھ کی تھی اور وہ ایک عدت کا پیشے  
داشتہ ہاتھ پر سنجھا لے اس کی گرفتاری کی اور پر پر گیا۔  
دوسرے لمحے میں جید بھی کمر سے کے اندر رہا۔ جید سنبھلیں  
ہی لفڑیں اندرازہ نکالیں کہ وہ ایک قبل صورت ایکھانڈیں روکی تھی اور  
تو بے ہوش تھی یا مر جی تھی۔

"ابھی نہ ہے" فریدی نے مڑک رہا ہستے کہا۔ باہر جوڑا سے ہمیں  
کھڑو رہتے ہیں۔

"میکن۔" جید سکلا۔  
"جلدی کرو۔ مارٹھ بجا دو۔ راستے کا مجھے اندازہ ہے۔" فریدی نے کہا  
اوہ بے ہوش رُکی کو کاندھے پر لاد لیا۔

باہر پائیں باغ میں بستور سنائتا تھا۔ فریدی نے اسے للن پر ٹال

انہوں نے سمجھ کر جسے سیکا سارے کمرے روشن کرتی تھی۔

"ایس معلوم ہوتا ہے جیسے تم اس عمارت سے اپنی طرح واقع  
ہو،" فریدی نے کہا۔

"جی ہاں، اور اسی حافظت کے نتیجے میں مجھے چانسی کا چند ایک  
چھوٹا تھا لیکن اگر میں اتنی جہاں میں نہ کرتی تو اس تباہانے تک پہنچ بھی  
سکتی تھی؟"

ایک کمرے میں جید نے ایک لاش دیکھی جس کے سینے سے خون  
اُبل کر فرش پر سچل گیا تھا۔

"یہ محض ابھی حافظت سے ملے ہے" فریدی نے کہا۔  
"کہاں یہ؟"

"خواہ مخواہ پٹ پڑا تھا اور یہی نہیں۔ اریوالوں کی بھی نکال یا تھا۔  
یکن اس کا علم نہیں تھا۔ اندھرے میں جدوجہد ہو رہی تھی۔ دفعتاً ایوالو  
چل گیا جس کی نکال اسی کے سینے کی ٹرف تھی؟"

"میں بھی تھی تایید..."

وہ نہیں میں بلا وجہ پائیں ہاتھ رنگنا پسند نہیں کرتا" فریدی بولا۔  
جس سیکا ایک جگہ رک گئی۔ کچھ دیر ادھر ادھر دیکھتی رہی چڑھک  
کر فرش پر بچا ہجوں اپالین اٹھائیں گے۔ چند لمحوں بعد فریدی اور جید ایک جو کوچھ  
کی سل ہٹائے کی کوشش کر رہے تھے جس کا قبر سولہ مربع فٹ رہا ہو  
کا بمشکل تمام وہ اسے فرش کی سطح سے اچھا رہا۔ تھا خانے میں پہنچنے کے لیے

اچھیں جو دہ سیٹر چیزوں میں کرنی پڑیں۔ فریدی کے ہاتھ میں مارٹھ تھی اور  
وہ جس سیکا کے یونچے تھا اور پھر جید۔ سامنے ایک بڑی سی سہری تھی جس  
کے چاروں طرف پنگ پوٹس اس طرح لٹک رہا تھا کہ اس کے پانے  
بھی نہیں دکھائی دے رہے تھے۔ ... جسے سیکا، ہو پچ دبا کر بہ  
روشن کر دیا۔ سہری پر گونجی کلائفی سے ہوش پڑی تھی۔  
"ویکھ آپ نے وہی سیکا فریدی کی ٹرف مڑی۔

"کچھ اور بھی دیکھ رہا ہوں" فریدی بھجوں تان کر بولا۔ اس

کی نظر میں ہری پر پڑے ہو گئے پنگ پوٹس کے ایک کرنے پر جی ہٹھی  
تھیں۔ دفعتاً جسے سیکا اچھی کر دیجے ہٹھ گئی۔ ساتھ ہی جید کی نظر اس  
پتوں پر پڑی جو جسے سیکا نے نکال یا تھا اور اس کا ٹرخ اچھیں دوڑیں  
کی ٹرف تھا۔

"ابھی جگہ سے جبکش نہ کرنا" اس نے فریدی اور جید کو لکھا۔  
چھپنگ پوٹس کے لیٹھے ہٹھے کر شے ہٹے اور میں ہری کے یونچے سے پانچ  
آدمی عکل آئے۔ ان میں ایک بڑی موٹھیں والا بھی تھا۔ اُخزوں نے  
فریدی اور جید کو گھیرے میں لے لیا۔  
"اُنھیں... پکڑ فریدی بچھے سیکا نے مٹھیزہ کا کے کہا اور یہ کی بیک

سماجت حجد" وہ بتیرا۔

"وہی... اوس کے بعد جو کچھ بھی بھجنا چاہو سمجھو لو"؟

"میری گردن میں کسی نے پہندا نہ کیا تھا۔

"جواب بھی برقرار ہے" جید نے کہا۔ "کیا تم فریدی صاحب کا  
خودہ بھول گئی تھی؟"

"میں مدد کرنا چاہتی تھی؟"

"کیا یہ پوچش میں آگئی۔ قریب ہی کہیں فریدی کی آواز سنائی دی۔  
جید نے اس کے ہاتھ چھوڑ دیے اور خود بھی اٹھ کر بیٹھ گیا۔

تمہارا خطا تھیں" فریدی نے سیکا سے کہہ رہا تھا۔

"میری نیت میں فتوڑ نہیں تھا۔ میں آپ کی مدد کرنا چاہتی تھی"؟  
"لو مرٹی والی گھامیں مجھ پر نہیں چلیں گی" فریدی اپنا اپری  
ہٹھ پھینک کر بولا۔

"آپ کو کس طرح یقین دلاؤں۔ بہر حال ابھی آپ یقین کر لیں گے"؟  
"وہ کس طرح؟"

"میں جانتی ہوں کہ کلائفی اسی عمارت میں موجود ہے۔ وہ جعل کے  
وقت اُسے اپنے ساتھ نہیں لے جاسکے۔ میں آپ کے ہاں سے بھی  
بھی نہیں آئی تھی؟"

"لیکن وہ آدمی جس نے تھاے پھانسی لٹکنے کی کوشش کی تھی؟"  
فریدی بولا۔

"ٹھیک ہے" باخوں نے کلائفی کی حفاظت کے لیے ایک آدمی  
فرور چھوڑا ہو گا۔

"خیرو تو تم ہو چکا" فریدی نے کہا۔ "میکن کلائفی؟ وہ اس عمارت  
میں نہیں پوری عمارت میں ایک لاش کے علاوہ تھیں اور کچھ نہیں تھے"؟

"مگر وہ اتنے بیوقوف بھی نہیں ہو سکے کہ کلائفی کو ایسی جکہ جھوڑ  
جلتے جہاں اس پر آسانی نظر پڑ سکتی؟"

"تو تم یہ کہتا چاہتی ہو کہیں کہن لہو کلائفی؟ وہ اس عمارت  
میں آدمی سکا کیوں کہ نہ سہے ہی تھے میں کوئی اس پر سوار ہو کر اس کا گلا۔...

گھوڑت سا تھا۔ جید نے اس کے دو ٹھیک ہاتھ پکڑ لیے جس میں قوت معلوم ہے  
رہی تھی گردہ نہیں اور نہ لکھتے تھے۔ جید کو زیادہ قوت نہ استعمال کریں  
پڑی۔ اس نے اس کے ہاتھ میں اٹھا دیے۔ اور پھر کچھ بات تو شے  
کہ اس کے سامنے جنم سے پہنچ چھوڑ پڑا۔ کیوں کہ ہوش رُکی  
اس پر سوار تھی۔

"کیا احسان؟" فریدی نے پچھا نے پوچھا۔

"یہی کہ آپ نے مجھ پر قابو پانے کے باوجود بھی پویں کے حوالے  
ہمیں کیا؟"

فریدی خاموشی سے چلتا رہا۔

کہاہستے کے بعد

تمہیں ہٹرو، باہجی ہوش میں آجائے گی" وہ

صرورتیزی سے اٹھا اور بُرگا مدرسے میں پھیل ہٹل تاریکی میں ناٹ

ہرگز جید کی جگہ نہیں تھیں۔ آہما تھا کہ اسے کیا کرنا چاہیے جو جمیخ اس نے

سن تھی اگر وہ اسی بے ہوش رُکی کی تھی تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس مادر

میں اس کے علاوہ بھی کوئی اور موجود ہے یا کچھ دیر پسے تھا اور وہ پھنسا  
تھا۔ اس کی گردہ بھروسہ کیا تھا۔ بہر حال اس کا اس طرح دہاں

ربنا خاطر سے خالی تھا کیونکہ اس کے مذہبی دین کی روایت کے مطابق

بے خانہ کی کوئی آہستہ نہیں۔ فریدی نے آگے بڑھ کر وہ غانے کو بھلا

سادھا رہا۔ جو بغیر کسی آواز کے کھل گیا۔ پھر وہ دب سپاٹیں بیکھڑک

نامہ جاری سے اُور رہے تھے۔ اچانک فریدی رُک گیا۔ ایسا معلوم ہے

ہمچنانچہ وہ کچھ سنت کی کرشش کر رہا ہے۔

فریدی تیز قسم کی لسوائی چیخ سنائی دی جو بندی سچ گئی

گئی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا یہ کسی نے کبی عدت کا ملکہ گھونٹ دیا ہو

آواز کیں۔ فریدی ہی سے آئی تھی۔

فریدی تیزی سے ایک طرف چپا۔ جید نہ دیا اور خاصا معاشریک

تھا اس کے بائیں ساتھ میں مارٹھ تھی۔ جید کافی چھپے رہ گیا۔

اس کے باقی تھیں مارٹھ ضرور تھی میک وہ بکھل دیتیں ہیں۔ یہ جعل

گیا تھا کہ ملائیخ اندر ہرے ہی کے یہے ہوتی ہے وہ بھکڑا رہا اچانک  
پندرہ روزہ کے شیشیوں سے ہڈم سی روشنی دکھانی دی جید تیزی

سے چھٹا۔ یہ روشنی فریدی کی مارٹھ کی تھی اور وہ ایک عدت کا پیشے

داشتہ ہاتھ پر سنجھا لے اس کی گرفتاری کے ساتھ میں مارٹھ کی اور پر پر گیا۔

وہ سرے لمحے میں جید بھی کمر سے کے اندر رہا۔ جید سنبھلیں

ہی لفڑیں اندرازہ نکالیں کہ وہ ایک قبل صورت ایکھانڈیں روکی تھی اور دیا

تو بے ہوش تھی یا مر جی تھی۔

"ابھی نہ ہے" فریدی نے مڑک رہا ہستے کہا۔ باہر جوڑا سے ہمیں

کھڑو رہتے ہیں۔

"میکن۔" جید سکلا۔

"جلدی کرو۔ مارٹھ بجا دو۔ راستے کا مجھے اندازہ ہے" فریدی نے کہا

اوہ بے ہوش رُکی کو کاندھے پر لاد لیا۔

باہر پائیں باغ میں بستور سنائتا تھا۔ فریدی نے اسے للن پر ٹال

بُشْرَى

پڑھ کر حما  
چے سیکا  
نے ان دو اور  
تھی۔ سیکھ اس

”خوب اے مردی بھی جو ناہ سکریا بالتجھید پر پھر اپنے کاروبار کا دوسرا  
پڑھنے کا تھا اس کی کچھ بھی نہیں آئی تھا کہ کب بیک پہ کیا ہو گیا۔ وہ اجتنب کی  
جسے بیکا کو روست کی جو دریا تھا اور جنہیں کتنے پیشتر اسی بڑی بونخی والے  
نے ان دونوں پر کار میں کمپ لیاں چلانی تھیں۔ جسے بیکا اس کی دشمن  
تھی۔ لیکن اب یہ کیا ہو گیا۔

اب یو تہہ خاڑ بیچے پیدا کرنے کیا ہے تم درجنوں کا مجبوجتے کا یہ  
ٹیکھ ہے یہ فریبی نہیں کہ یو لا جا اور تم جیسے روک کر کیجیں تو اک

یہاں فرایاں بھی پیاریں کے ہے  
ایک پن کے لئے جس سپاکا کے چہرے پر تھوڑے کے آندر پیدا ہوئے  
یعنی چھر اسی طرح مٹ گئے جیسے بادول کے کسی ٹانکرے کی وجہ سے ایک لمحہ  
کے لئے دھوپ نہیں کر غماٹ نہ ہو جائے۔  
تم خود کو بہت چالاک سمجھتے ہیجے سپاکا نے کہا ہے یعنی حقیقت

ویہ میں نے تھوڑی دیر قبل سوچا تھا اب فریدی نے جنگ سے کہا تو تم شاید یہ بھتی ہو کر میں تھا کے اور فیر سنکھ کے کہوتے سے واقع نہیں تھا۔ بھولی عورت فریدی کی محروم کو اس طرح نہیں چھوڑا اگر باجیے اس نے چند کئے پیشہ تھیں پھر وہ بنا تھا اب بھوتے سے سنو پورا واقعہ۔ پرانے پر صورت ساتھی کو مجیں نے قتل کیا تھا۔ وہ ذرا کمزور دل کا تھا انہیں سوچا کہ کیس وہ پولیس کے ہاتھوں میں پڑ کر سارا راز نہ کھول دے تم اس لات اسے اس عمارت میں کئی تھیں۔ مجیں اپنی کچھ چیزوں وہاں سے نکالنی تھیں۔ بختا ہے ساتھی نے عمارت کی عقیقی و وزن کی کچھ

این تھیں نکالیں ماسی دوران میں اس کا انگوٹھا زخم ہو گیا اس دیوار پر منتقل ہی کے خون بھرے انگوٹھے کے نشانات تھے جبکہ میں نے قاتل کے انگوٹھے کے نشانات کی خصیقت سے شہرت دی تھی۔ تھی لیکن ابھی تھاری فرازت اس سچے پرنسپل نہیں ہے بلکہ دہ مرد عوں کو دھوکا دے سکے پھر تم نے وہ تصویر بیچ کر مجھے ڈڑانے کی کوشش کی۔ اسی دوران میں اچانک تھیں وہ مل کیا جس کی تھیں تلاش تھی یعنی شہر سنگھو۔ تم نے اس سے کچھ جو تھے کر لیا۔ وہ سارے جنگل مید بھی اپنی حفاظت سے بھاک چکر تھیں پڑے گیا تھا پہلے دان تھے نئے ہیں پہچانا یکن دوسری رات کو تھیں معلوم ہو گیا کہ وہ سارے جنگل مید ہے۔

بچے سپکا خاموش کھڑی رہی۔ حمید فریدی کو لہوتے لگاتا۔  
”محمد کی یہ ایک بہت بُشمی کمزوری ہے کہ وہ خواب میٹھا نہ ادا کرتا۔

جسے بہر حال سوتے وقت اس نے پنا لازمی خیر شری ملکہ پر کاں دیا  
اس کے بعد تھے شیر شنگھ سے مل کر خیر کی۔ اس نے لائے دی  
فریدی اور حیدر کو لائتھ سے ہٹا دیا جائے کے وہنہ کلا دی میا تو پیدی  
ہونے نے پہلے ہی ہاتھ سے نہیں چلتے گی۔ بہر حال اسی کے مشتمل  
کے مطابق تم نے حیدر کو قدریہ دار معاشرے پر آمدوہ کیا۔ چہر شیر شنگھ  
سچی بھی آئیں کے تحت تم دو نوں پہلے فائزیہ کیں ہیں پہنچی بات  
فریدی نے غاموش ہو کر بھروس پر ایک اپنی سی نظر ڈالی  
وہ بھی نیز رک کر کھڑے ہٹے گئے۔

شم نے دیدہ و داشتہ یہ فریضی نہ بے سیکا کو خلیب کی۔  
وہ محمد کو اپنا پستول چینٹے دیا تھا۔ اور ہرگز یہ تو چانا ہی جوں کی  
کہ جیس اس بات کا مجہہ ہو گیا تھا۔ کہ میرے اور آدمی ہمی اثر تھا۔  
چیزیں بے سہتے ہیں اور اس وقت میں اس وقت تھے نہ نہ اپنے کے  
میں رہتی کا پہندا اس لیے ڈالا تھا کہ مجھے ٹول سکو۔ یہ معلوم ہو گیا کہ  
میں تھا ہوش یا میرے ساتھ پولیس بھی ہے اگر تھیں یہ معلوم ہو گیا کہ  
کہ میرے ساتھ پولیس بھی ہے تو تم بے اس تھانے میں نہ لاتیں۔  
اور اب تم ہم دونوں کو مار ڈالو۔ تاکہ گلوٹی کے باائع ہونے کا وقوع پڑا  
ہو جائے۔ میری نزدیک ہیں تو یہ ناممکن ہے کہ وہ باائع ہوئے بے پیش  
ہی اپنے خاندان میں واپس نہ چیخ جائے۔

مختاری یہ آرزو ضرور پوری کی جائے گی یہ بے سکت فتح نہ کیا  
ساتھی اس نے پترل کا لیکچر بھی مہاریا۔ لیکن فائز کی بحث ایک ہیکل  
کی آواز ہوئی۔ فریدی چھٹی کے چند قدم پہنچے ہیں۔ اب اس کے پانچھیں  
اعشاریہ میں آٹھ کار لیوا لو رہتا۔ اور وہ سب ہی اس کی زوہی تھے جو بیکا  
پکھاہڑ میں ٹرکر دیاں ہی پی کیں تھے وہی صفر؛  
فریدی نے فتح نہ کیا۔

مشی لڑکی! یہ لمحات کے بیس کاروں نہیں تھے بلکہ اپنے بیوی کی گولیاں  
اسی وقت نہیں گئی تھیں جب یہندے آجیسی رائی کے پیغمبر سے نیکاں  
کر کاٹدے چڑھ رہا تو راتھا۔

سچے سیکا دار لشکر یہ محمد نے نعروہ لگایا اور اچھل کر جو سیکا کو  
دباشی یہ فریدی کی نظر پہنچ گئی۔ وہ صرف آدم سینکڑے کے پیارے جیسی کی  
طرف متوجہ ہوا تھا کہ یہاں کے پہاڑ سے نکل گیا۔ شیر سنگھاں  
سے پیٹ پڑا تھا۔ چھاس کے چهار دل ساتھیوں نے بھی مختار کر  
دی۔ محمد کو تو کھلاہٹ میں پہنچنے سوچتا تو یہ سیکا کو دیوبچے ہوئے  
مہری کے پیچے لگی۔ وہ صلتی چھاڑ چھاڑ کر اسے گایاں دیے رہی تھی۔  
تھوڑی درستک وہ جنتی رہی پھر تاہش ہو گئی۔ اور فریدی ان  
پانچل سے گتھا ہوا تھا۔ وفات مہری کے خون سے قاتر ہوا اور قبر شکر

کے ساتھیوں میں ہے ایک ٹیکل کے وید رجھا پڑا۔ اور پھر فائزہ نجہرا اور دُوسری اتنی ران وہائے گئے دوسرے ڈھونڈ گئے۔

”ابے اور شور فردا دیکھو جمال کریہ فریدی رہ گئی۔  
اب اس کے مقابلے میں صرف یہی نہ گئی۔ فریدی کبھی  
ان کی گفتگی میں آ جاتا اور کبھی بھل جاتا۔ حیرتے سہری کے پیچے ہے یہ  
فارکا۔ تیرے کی ٹھانگ ٹوٹ گئی۔

دوکا کر رہا ہے۔ باہر نکل گیا یہ فریضی پھر جیسا کہ  
اتتے ہیں اس کا گیرتا شیر شکم کی کنٹشی پڑی۔ اور وہ بھی  
ڈھونڈی۔

وہ جھردار ہے گیڈت نے باہم پر تنگی کر لے کا۔  
فریدی نے ہتھیہ لے گایا۔ اب دلبارے ول بڑکا سستہ رہ گئے۔  
فریدی نے باقی پکے ہوئے ایک گاہ می کی جائیں۔ پکڑ لی جو پیشہ فریدی  
کی طرف بھاگ رہا تھا۔ اس کے گر تکہی گیڈت نے سر پر ڈالوں کا کھڑہ  
دیکھ کر دیا۔ وہ بھی بے ہوش ہو گیا۔

۱۰۷  
مائن د جینگا لاشتی کرنی پڑی;  
۱۰۸ آپ کی پر وکت... میر بدمان کر کر سپر گی۔ اگر میں نے یہ پڑھ  
نکر دتا تو وہ پھر نہ کل جگاتی؛  
۱۰۹ ہم لوں بہ فردیکی ہوتے سکوڑ کر بوجلا۔ جب تک یہ نہیں معلوم  
نہ چاہتا کہ اس کا پستول خال ہے جان نکلی چوئی تھی؛

سچی نہیں تھیں اس کا پستول جوں یعنی کی فکر میں تھا، میر  
تڑپ سے بولا۔  
”میری کے چیز کیوں گئے تھے؟“ فرمادیں نے تختہ پر  
لکھا: ”یہ کیا الغربت تھی؟“  
”میں نے سوچا کہ کہیں اس دھنگاہ میں میں دب کر لے پائی  
نہ جائے۔ آخر کو عورت کی بے بھاری“

جید نے سہری کی خپل باتوں کے بعد میکا کو باہر کیا  
یا وہ بے ہوش تھی اور اس کے ہوشیں سے خوار بہتر باتی۔  
”جنگلو!“ فریڈی اُسے گھوڑ کر لے لا۔

دوائیں کیا کروں؟ لاکھ مچانے کے باوجود بھی بچپر ہو گیا۔  
بچے سی دارالشکر یون آر فل سٹ آئیں کے فائیٹنڈ بل۔ فرام کام  
ٹاؤن کام اینڈ پس فل ۴۰۰۰

وہ چیز اسی پر فریضی کے مذاہما۔  
”باللہک... باللہ...“ حمید نے بخوبی گے کہا اور پھر حمید  
نغمہ لگایا۔ اس جنگ کا پیروں میں سارے جنگ حمید... زندہ... باللہ

